www.urdufans.com

تابوت کا راز

اشتیاق احمد

گذشتہ ماہ کے ناول

۳۹۳

خونی بولی — انسپکٹر جمشید سیریز — ۱۸ روپے

۳۹۴

نیلے چاند کی موت — انسپکٹر جمشید سیریز — ۱۸ روپے

۴۹

بھورانی کے مجرم — انسپکٹر جمشید سیریز — ۱۸ روپے

۴۳

بزدل باس — انسپکٹر کامران سیریز — ۱۸ روپے

www.urdufans.com

[illegible]
[illegible]
ڈھری حسن آباد

محمود، فاروق، فرزانہ

اور — انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر ۳۶۶

تابوت کا راز

اشتیاق احمد

www.urdufans.com

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

- یہ وقت نماز کا تو نہیں —
- آپ کو سکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا —
- کل آپ کا کوئی ٹسٹ یا امتحان تو نہیں —
- آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دے رکھا —
- آپ کے بڑے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا.

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے نماز اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو لیں، پھر ناول پڑھیں۔ شکریہ!

مخلص:

اشتیاق احمد

جادوگر

"یار محمود — مجھ سے یہ موم بتیاں نہیں بجھ رہیں۔"

یہ بات زبیر نے اس کے کان میں کہی تھی — سب لوگوں کی نظریں اس وقت زبیر پر ہی جمی تھیں — وہ مشہور ریاضی دان تیمور عالم کا بیٹا تھا اور محمود اور فاروق کا کلاس فیلو — آج چونکہ اس کی سالگرہ تھی، اس لیے تیمور عالم کی کوٹھی میں شادی کا سماں تھا — ہر سال زبیر کی سالگرہ بہت دھوم دھام سے منائی جاتی تھی، شاید اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ تیمور عالم کے ایک ہی بیٹا تھا — اس کے علاوہ تین بیٹیاں تھیں — اس وقت سب لوگ اس انتظار میں تھے کہ زبیر موم بتیاں بجھائے، کیک کاٹے اور سب لوگ اسے مبارک باد کہیں —

ابھی نصف منٹ پہلے زبیر موم بتیوں پر جھکا تھا اور آہستہ انداز میں اس نے موم بتیوں پر پھونک ماری تھی، لیکن جب اس سے کوئی موم بتی نہ بجھ سکی تو آس پاس کھڑے دوستوں

www.urdufans.com

نے کہا:

"یار زبیر — اب مذاق نہ کریں — جھوٹ موٹ کی پھونک نہ ماریں۔"

زبیر نے پریشان ہو کر سب پر ایک نظر ڈالی اور محمود کے کان میں کہا:

"یار محمود — مجھ سے یہ موم بتیاں نہیں بجھ رہیں۔"

"کیا مطلب — بھئی زور سے پھونک مارو نا — موم بتیاں بجھانا بھی کوئی مشکل کام ہے۔"

"میں پورے زور سے پھونک مار چکا ہوں۔" اس نے سرگوشی کی۔

"نہیں۔" محمود کے منہ سے نکلا۔

"یہ تم آپس میں کیا سرگوشیاں کرنے لگے بھئی — بہت بری بات ہے، اتنے لوگوں کی موجودگی میں دو آدمی سرگوشیاں کرنے لگیں تو اسے محفل کے آداب کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔" تیمور عالم نے ناخوشگوار انداز میں کہا

"جی ڈیڈی — میں ابھی موم بتیاں بجھاتا ہوں۔" زبیر نے چونک کر کہا اور پھر موم بتیوں پر جھک گیا — اس نے ایک زور دار پھونک ماری، لیکن کسی موم بتی کا شعلہ ہلا تک نہیں —

"یہ کیا — آخر تم بار بار جھوٹ موٹ کی پھونک کیوں مار

رہے ہو — مذاق بہت ہو چکا۔" تیمور عالم بولے۔

"آپ کے فرزند جھوٹ موٹ کی پھونک نہیں مار رہے۔" ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز گونجی — وہ قدرے فاصلے پر کھڑے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

"کیا مطلب؟" تیمور عالم نے چونک کر کہا۔

"ان سے موم بتیاں بجھ نہیں رہیں۔"

"کیا مطلب؟" تیمور عالم اچھلے۔

"میں غلط نہیں کہہ رہا — آپ زبیر سے پوچھ لیں۔"

"کیوں زبیر — کیا بات ہے — تم صحت مند ہو — بیمار بھی نہیں ہو — پھر تم سے یہ موم بتیاں کیوں نہیں بجھ رہیں؟"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں — ابا جان — ان موم بتیوں سے پوچھیں — یہ کیوں نہیں بجھ رہیں۔" اس نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"یہ — تم نے کیا کہا — میں موم بتیوں سے پوچھوں — ان بے جان چیزوں سے — یہ بولنا کیا جانیں۔"

"تب پھر — میں کس طرح بتا سکتا ہوں کہ یہ کیوں نہیں بجھ رہیں۔" زبیر نے کندھے اچکائے۔

"زبیر ٹھیک کہہ رہے ہیں — تیمور صاحب — محمود — ذرا تم پھونک مارو نا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

www.urdufans.com

عالم میں پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا:

"پروفیسر صاحب - آپ آگے آئیں اور موم بتیاں بجھائیں۔"

"م - میں - یعنی کہ میں۔" پروفیسر داؤد ہکلائے۔

"آگے آئیے - اس طرح کوئی آپ کی سالگرہ نہیں بن جائے گی۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"اچھا - اچھا۔" وہ بولے اور آگے بڑھے:

"لیکن بھئی - میری پھونک میں بھلا وہ زور کہاں - جو تمہاری پھونک میں ہے۔" انھوں نے شرما کر کہا۔

"آپ کی پھونک ذرا سائنسی پھونک ہو گی انکل۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"بھئی واہ - سائنسی پھونک - یہ تو کسی ناول۔۔"

"بس چپ - آج کسی ناول کا نام نہیں لیا جائے گا۔" محمود نے جھلا کر کہا - دونوں زبیر کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔

"مارا گیا۔" فاروق بولا۔

"کون مارا گیا - یہاں تو کوئی بھی ایسا نظر نہیں آ رہا - جو مارا گیا ہو۔" خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ سمجھے نہیں انکل - بے چارہ ناول نگار مارا گیا۔"

"ان کا کیا ہے - مارے جاتے ہی رہتے ہیں۔"

"دھت تیرے کی - آخر شروع کر دیں نا اوٹ پٹانگ

[illegible] سالگرہ [illegible]

[illegible]

[illegible] جھک کر موم بتیوں پر پھونک [illegible]

[illegible] زور دار پھونک ماری لیکن موم بتیوں میں سے ایک بھی نہ بجھ سکی۔

"[illegible] - کیا یہ موم بتیاں جادوئی ہیں؟"

"ہاں - جادو کی موم بتیاں - یہ تو کسی - مگر نہیں - اس قسم کا نام ناول کا نہیں - کسی جاسوسی کہانی کا ہو سکتا ہے۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"پہلے تو تم ناولوں کے ناموں کی [illegible]" فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

"ٹھہرو بھئی - تم اپنی مہابھارت نہ شروع کر دینا۔" یہ کہتے ہوئے انسپکٹر جمشید تیزی سے آگے آئے اور جھک کر موم بتیوں پر پھونک ماری۔

اب تو ساری محفل سکتے میں آ گئی - انسپکٹر جمشید بھی کوئی موم بتی نہیں بجھا سکے تھے - انھوں نے بے چارگی سے

www.urdufans.com

باتیں۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

پروفیسر داؤد نے موم بتیوں پر زور دار انداز میں پھونک ماری، لیکن ناکام رہے۔

"اب آپ انکل خان رحمان سے فوجی پھونک لگوالیں۔ سائنسی پھونک تو کوئی کام دکھا نہیں سکی۔" فاروق بولا۔

"یہ چکر کیا ہے۔ آخر ان موم بتیوں کو ہو کیا گیا ہے۔ یہ بجھ کیوں نہیں رہیں۔" کسی نے کہا۔

"ان موم بتیوں میں بس یہی بات بُری ہے۔ بجھنے سے انکار کر دیتی ہیں۔" فاروق نے بُرا سا منہ بنایا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا۔ پہلے کبھی ایسا ہوا ہے۔ جو تم یہ کہہ رہے ہو۔" محمود نے اسے گھورا۔

"اچھا تو پھر۔ تم ہی کہو۔"

"کیا کہوں؟" اس نے تنک کر کہا۔

"یہ کہ۔ یہ موم بتیاں کیوں نہیں بجھ رہیں۔"

"ان پر ضرور کسی جن بھوت کا سایہ ہو گیا ہے۔" محمود نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا بات کرتے ہو۔" فرزانہ بولی۔

"اور کیا بات کروں۔ اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔"

"کیا ہماری اس محفل میں کوئی جادوگر ہے؟" انسپکٹر جمشید نے پکار کر کہا۔

"ہاں! ہیں۔ یہاں موجود ہوں۔" نزدیک ہی کھڑے ایک لمبے قد کے دبلے پتلے آدمی نے کہا۔ وہ کچھ زیادہ ہی لمبا لگتا تھا، شاید زیادہ پتلا دبلا ہونے کی بنا پر۔ اس کے چہرے کے نقوش بھی عجیب سے تھے۔

"آپ جادوگر ہیں؟" تیمور عالم نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں! بالکل۔" اس نے کہا۔

"لیکن آپ ہیں کون؟" تیمور عالم نے جھلا کر کہا۔

"جادوگر۔" وہ مسکرایا۔

"اوہو۔ میرا مطلب ہے۔ آپ کو میں جانتا تک نہیں اور یہاں سب لوگ دعوت نامے کے ذریعے آئے ہیں۔ پھر آپ کس طرح اندر آ گئے؟" تیمور عالم نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"آپ کے پہرے داروں نے مجھے روکا ہی نہیں، اس طرح میں اندر آ گیا۔" وہ مسکرایا۔

"خادم۔ مجید۔ تم کہاں ہو؟" تیمور عالم چلائے۔

"ہم ادھر ہیں صاحب۔" ایک طرف سے آواز آئی۔ تیمور عالم اس طرف گھوم گئے۔

"تم نے اس شخص کو اندر پہنچا کیسے دیا؟"

"یہ غلط کہہ رہے ہیں جناب۔ ہم نے انہیں اندر داخل ہوتے نہیں دیکھا۔"

"دیکھئے یہ ہو سکتا ہے — کیا یہ تمہاری آنکھوں میں دھول جھونک کر داخل ہو گیا؟"

"ہم کیا کہہ سکتے ہیں جناب" دونوں بولے۔

"آپ بتائیں گے — آخر آپ کمرے میں — اندر کس طرح داخل ہوئے؟" تیمور عالم بولے۔

"میرا نام [illegible] ہے — اندر کی [illegible] آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔"

"اوہ — تو آپ حیرت انگیز کرتب دکھانے کا کام کرتے ہیں" تیمور عالم نے چونک کر کہا۔

"اب آپ نے ٹھیک کہا" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"اور آپ اندر کس طرح داخل ہوئے؟"

"اپنے کرتب کے ذریعے — آپ کے سپاہی مجھے دیکھ ہی نہیں سکے — مثلاً اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کے سامنے کوٹھی کے اندر جا سکتا ہوں — لیکن آپ لوگ مجھے اندر جاتے نہیں دیکھ سکیں گے — آپ یہ بتائیں، اندر سے کیا چیز اٹھا کر لاؤں؟"

"آپ میرا نام [illegible]" تیمور عالم نے سوچتے ہوئے کہہ دیا۔

"اور تم کہاں رہتے ہو؟"

"سمندر کے ساتھ پھولوں پر رہتا ہوں۔"

"او کے — اب آپ لوگ میرا کمال دیکھئے" یہ کہہ کر اس نے [illegible] سپاہیوں کے اندر [illegible] اور پھر وہ اس کے اندر ہی نظر آیا۔

"نہیں — تم اندر نہیں گئے — تم یہیں کھڑے رہے ہو — اس دیوار کے زور سے تم [illegible]" تیمور عالم نے چلا کر کہا۔

"یہ بالکل ہرگز نہیں ہے — میں اندر گیا ہوں — آپ کو بتا سکتا ہوں — آپ کے کمرے میں کیا رکھا ہے؟"

"اچھا — بتاؤ تو؟" تیمور عالم نے کہا۔

"ایک بڑی سمندری [illegible] — دیوار کے ساتھ ساتھ رکھی ہوئی ہے کرسیاں — وہ پھول پتیاں [illegible] میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟"

"جی — نہیں" تیمور عالم نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا، پھر بولے۔

"اچھا پھر — یہ تو ٹھیک ہے — لیکن ہم [illegible]"

www.urdufans.com

نہیں بجھ رہیں۔"

"میں نے ان کے شعلوں کو جام کر دیا ہے۔"

"مہربانی فرما کر ان پر سے اپنا اثر ہٹا لیں۔"

"اچھی بات ہے۔" اس نے کہا اور منہ میں کچھ پڑھا، پھر بولا:

"اب بجھائیے۔"

زبیر نے پھونک ماری۔ موم بتیاں بجھ گئیں۔ کیک کاٹے جانے اور کھانے پینے کے بعد کسی نے کہا:

"جادوگر صاحب سے کچھ اور کھیل دیکھنے چاہئیں۔"

"سوری! میں مفت کھیل نہیں دکھاتا۔ مجھے تو بڑی بڑی محفلوں میں بلایا جاتا ہے۔ میں اپنا معاوضہ پہلے وصول کرتا ہوں اور پھر وہاں جا کر کھیل پیش کرتا ہوں۔"

"ہوں! خیر۔ ہم آپ کو معاوضہ دیں گے۔ آپ کھیل دکھائیں۔"

"میں اس طرح بھی کھیل نہیں دکھا سکتا، کیونکہ سامان میرے پاس نہیں ہے۔ ہاں کوئی دن طے کر لیں۔ معاوضہ ادا کر دیں۔ میں مقررہ دن آ جاؤں گا۔"

"اچھی بات ہے۔ آپ کا معاوضہ کتنا ہے۔ اور یہاں آنے کا مقصد کیا تھا؟"

"بس یہی مقصد تھا۔ میں اپنے کمالات کی ایک جھلک دکھا کر لوگوں کو مجبور کر دیتا ہوں اور پھر وہ مجھ سے وقت لے لیتے ہیں۔ میرا معاوضہ ادا کر دیتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ آپ پرسوں ہمارے ہاں آ جائیے گا۔ میں ان سب دوستوں کو پھر بلا لوں گا۔"

"نہیں جناب۔ پرسوں کی تاریخ بُک ہے۔ پندرہ دن سے پہلے کی تاریخ نہیں مل سکے گی۔ کھیل ایک گھنٹے کا پیش کیا جائے گا۔ میرے ساتھ میرے دو ساتھی اور ہوں گے۔ اور ہمارا معاوضہ ایک گھنٹے کے کھیل کا صرف دس ہزار روپے ہوگا۔"

"دس ہزار روپے۔"

"ہاں! اگر یہ منظور نہیں۔ زیادہ لگتا ہے تو پھر میں اجازت چاہوں گا۔"

"نہیں نہیں۔ آپ سے پندرہ دن بعد کا پروگرام طے رہا۔ میں ابھی آپ کو دس ہزار روپے کا چیک لکھے دیتا ہوں۔" محمود عالم نے گھبرا کر کہا۔

چیک لے کر وہ چلا گیا۔

"اس پروگرام میں ہم بھی آئیں گے۔" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"آپ۔ اور جادو کا کھیل دیکھیں گے۔" محمود نے حیران

ہو گیا۔

[illegible]

[illegible] سے [illegible]

[illegible]

عجیب بات

وہ اندر کی طرف [illegible] کہ کسی کی چیخ [illegible] دی۔ وہ

تھی۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا تو [illegible] ایک نوجوان لڑکی

فرش پر بے ہوش پڑی تھی۔ اور کئی دوسری عورتیں اس

کے گرد حیران و پریشان کھڑی تھیں۔

"کیا ہوا بیٹا؟" [illegible] نے گھبرا کر کہا۔

"[illegible] ابھی ہم نے تو اس کی چیخ سنی تھی۔

کمرے سے باہر نکلے تو یہ لڑکی یہاں بے ہوش پڑی نظر آئی۔"

انھوں نے لڑکی کو ہلایا جلایا، مگر وہ حرکت ہی نہ کر

سکی۔ آخر ڈاکٹر کو فون کیا گیا۔ [illegible] کی کوشش کے

بعد کہیں جا کر اسے ہوش آیا [illegible]

"[illegible] تھا؟ [illegible] ہو گئی تھیں؟"

"[illegible] وہ ... وہ ... وہ [illegible] تھا۔"

"وہ ... کون؟" [illegible] نے حیران ہو کر پوچھا۔

www.urdufans.com

"شیطان" اس نے کہا۔

"شیطان — کیا مطلب؟"

"میں اس کی شکل صورت بنا سکتی ہوں — میں کسی بھی چہرے کو ایک نظر دیکھ لوں تو اس کی تصویر بنا سکتی ہوں، چاہے آپ لوگ مجھ سے بنوا کر دیکھ لیں" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اس میں شک نہیں — شیبہ بہت اچھی آرٹسٹ ہے۔"

"اچھی بات ہے — آپ تصویر بنا کر دکھا دیں — آپ کو کس شکل صورت کا آدمی نظر آیا تھا؟"

"ہم اسے آدمی تو ہرگز نہیں کہہ سکتے۔"

"خیر وہ جو کچھ بھی تھا — بس آپ شکل بنا دیں" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

اس نے کاپی اور پنسل سنبھالی اور تصویر بنانے لگی — صرف پانچ منٹ بعد اس نے کاغذ ان کی طرف کر دیا — وہ پہلے ہی تصویر بنتے دیکھتے رہے تھے — یہ ایک نہایت خوفناک شکل تھی — اور بلاشبہ اس کو دیکھ کر شیطان کا لفظ دماغ میں آتا تھا — انتہائی ڈراؤنی صورت — بہت بڑی بڑی باہر کو ابلی ہوئی آنکھیں، جن میں بے تحاشہ دہشت تھی — آنکھوں کے اوپر تنکوں کی طرح کھڑے بال — ناک کی جگہ ایک بڑا

غار نما سوراخ — دو دانت نوکیلے، ہونٹوں سے بالکل باہر نکلے ہوئے۔ غرض انھوں نے اس قدر خوفناک شکل آج تک نہ دیکھی ہو گی۔

"تو آپ کو اس شکل کی جان دار چیز نظر آئی تھی؟"

"نہ صرف نظر آئی تھی — بلکہ وہ میری طرف لپکا تھا — میرے منہ سے چیخ نکل گئی تھی — اور پھر میں بے ہوش ہو گئی ہوں گی، کیونکہ اس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں۔"

"ہوں — ہمیں اس جگہ کا اور آس پاس کا معائنہ کرنا چاہیے" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

انھوں نے اکرام کو فون کیا اور پھر خود معائنہ کرنے لگے — انھیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ فرش پر بہت بڑے بڑے قدموں کے نشانات تھے — اتنے بڑے نشانات کم از کم کسی انسان کے تو ہو نہیں سکتے تھے۔

"اُف مالک — اتنے بڑے نشانات — تو کیا شیبہ ٹھیک کہہ رہی ہے — وہ واقعی کوئی شیطان تھا؟"

"شیطان جسمانی حالت میں نہیں آ سکتا — اس کے قدموں کے نشان نہیں بن سکتے — ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ انسان نہیں تھا — انسان سے ملتی جلتی کوئی اور مخلوق تھی، لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کوئی شیطان تھا۔"

www.urdufans.com

"ہوں — لیکن اگر وہ انسان نہیں تھا تو پھر کیا تھا؟" خان رحمان نے کہا۔

"ہو سکتا ہے — کسی دوسرے سیارے کی مخلوق زمین پر اتر آئی ہو" تیمور عالم نے خیال ظاہر کیا۔

"تہمینہ صاحبہ کے علاوہ اندر اور کون کون تھا؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"میری بیوی — دو چھوٹی بچیاں — اور بس — باقی سب لوگ تو باہر ہی تھے"

"لیکن یہ بچیاں — دعوت میں کیوں شریک نہیں تھیں؟" انسپکٹر جمشید کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میری بیوی تو پردے کی سخت پابند ہے — بچیاں بہت زیادہ شرمیلی ہیں — ایسی محفلوں سے بہت گھبراتی ہیں، اس لیے ان چاروں میں سے کوئی بھی باہر نہیں تھا"

"اوہ اچھا — خیر — تہمینہ صاحبہ — جب آپ نے اس شیطانی صورت کو دیکھا — تو آپ کی امی اور بہنیں کہاں تھیں؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"وہ اپنے کمرے میں کپڑے تبدیل کر رہی تھیں — میں کوئی چیز لینے ڈیڈی کے کمرے میں آئی تھی — بس وہیں میں نے اس شکل کو دیکھا اور خوف ... ہو کر باہر کی طرف

دوڑی، لیکن پھر چیخ مار کر گر گئی — اور بے ہوش ہو گئی — مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہ میرے تعاقب میں ہو" اس نے ڈرے ڈرے انداز میں بتایا۔

"تیمور عالم صاحب — آپ اپنی چیزوں کا جائزہ لے لیں — کوئی چیز تو غائب نہیں — مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے — جیسے وہ جادوگر اسی لیے آیا تھا"

"کیا مطلب؟" تیمور عالم اچھل پڑے۔

"یعنی کہ وہ ہم سب کو باہر اپنے کھیل میں لگائے رکھے اور یہاں اس کا ساتھی اپنا کام کرتا رہے — وہ آپ کی کوٹھی سے کوئی چیز اڑانے آئے تھے"

"نن — نہیں — نہیں" وہ خوف زدہ انداز میں چلائے۔

"آپ بہت ڈر گئے — خیر تو ہے"

"ہاں! میری تجوری میں — بہت سی اہم سرکاری دستاویزات ہیں — ان میں سے اگر ایک بھی گم ہو گئی تو میں مارا جاؤں گا — بے موت"

"تو پھر مہربانی فرما کر فوراً اپنا کام شروع کریں — چیک کر لیں — وہ سب موجود ہیں یا نہیں" انسپکٹر جمشید نے پریشان ہو کر کہا۔

"ہاں ضرور — کیوں نہیں"

انھوں نے کہا اور سب کو کھول کر اس کا جائزہ لینے لگے — باقی سب لوگوں کے دل زور زور سے دھڑک رہے تھے — پندرہ منٹ بعد وہ ان کی طرف مڑے اور بولے:

"تمام سرکاری چیزیں موجود ہیں۔"

"ہوں — ٹھیک ہے — اب فکر کی کوئی بات نہیں۔" انسپکٹر جمشید نے مطمئن ہو کر کہا۔

اسی وقت اکرام آ گیا — اس نے ساری بات سن کر اپنے ماتحتوں کو ہدایات دینا شروع کیں — قدموں کے نشانات نہایت احتیاط سے محفوظ کر لیے گئے — ایسے میں انسپکٹر جمشید نے کہا:

"اب جس روز وہ کھیل دکھانے آئے — اس روز بہت محتاط رہنا ہوگا — میں تو کہتا ہوں کہ یہ دستاویزات آپ اپنے دفتر میں منتقل کر دیں۔"

"اگر کوئی ایسی بات ہے تو پھر میں اس کا پروگرام کینسل کر دوں۔"

"نہیں — ایک تو آپ اسے رقم دے چکے ہیں — دوسرے میں اسے اچھی طرح چیک کرنا چاہتا ہوں — اور اب وہ یہاں آئے گا تو پوری کوٹھی پر نظر رکھی جائے گی — اگر وہ کوئی چکر باز ہے تو اس کا پول فوراً کھول دیا جائے گا۔"

"اچھی بات! آپ کو جو مناسب معلوم ہو — کریں — میں دخل نہیں دوں گا۔"

"ہوں شکریہ — اب ہم چلیں گے — ویسے میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں — وہ جادوگر کوئی نہ کوئی کام ضرور دکھائے گا۔" انھوں نے کہا۔

"تب پھر وہ جہاں کہیں بھی ہے — ہم اس کی نگرانی شروع کرا دیتے ہیں۔"

"ہم نے اس سے اس کا پتا نہیں پوچھا — اور دس ہزار دے دیے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اب چاہے وہ آئے ہی نہ۔"

"آئے گا وہ ضرور — اور ہم اس کے استقبال کے لیے موجود ہوں گے — آپ فکر نہ کریں۔"

"بہت بہت شکریہ۔" انھوں نے کہا۔

وہ وہاں سے روانہ ہوئے — راستے میں ہی آئی جی صاحب کا پیغام ملا — وہ انھیں فوراً دفتر بلا رہے تھے — وہ ان کے دفتر میں داخل ہوئے — تو انھیں حد درجے فکرمند پایا۔

"آؤ — سب لوگ ساتھ ہیں۔"

"ہم ایک عدد انوکھی دعوت میں گئے تھے۔"

"انوکھی پہلے ہی تھی یا بعد میں ہو گئی؟" آئی جی صاحب

وارثی مسکرائے۔

"جی بعد میں ہوئی، لیکن آپ کیوں فکرمند ہیں؟"

"بوشا کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

"جی۔ بوشا۔ سنا ہے۔ بہت خطرناک آدمی ہے۔ ا
کا خاص جاسوس ہے۔"

"ہاں۔۔ بہت زیادہ۔ اسے ہمارے ملک میں بھیجا گیا
ہمارے کچھ جاسوسوں نے بھی اطلاع دی ہے کہ اسے
طور پر ہمارے دارالحکومت میں بھیجا گیا ہے۔ کیوں بھیجا
ہے۔ ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"پہلی بات آپ نے یہ بتائی ہے کہ اسے ہمارے
بھیجا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کہاں اور کس حالت میں
جمشید نے پوچھا۔

"جب مجھے یہ اطلاع ملی کہ بوشا کو ادھر بھیجا گیا ہے
میں نے اپنے خاص کارندوں کو خبردار کر دیا تھا۔ اس
فوراً بعد ایک کارندے نے خبر دی کہ وہ آ چکا ہے
اس نے اسے دیکھا بھی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ
ریسٹورنٹ میں موجود تھا، لیکن پھر اچانک اس کی نظروں سے
ہو گیا۔ اور وہ کوشش کے باوجود اسے نہ پا سکا۔"

"اس کا حلیہ؟"

"چھوٹا سا قد۔ نہایت دبلا پتلا سا آدمی۔ دیکھنے میں بالکل بے ضرر۔ اس کی آنکھیں چھوٹی اور سیاہ رنگ کی ہیں، ناک بہت باریک سی۔ پیشانی ضرورت سے زیادہ چوڑی۔ ہاتھ پیر بالکل پتلے دبلے سے ہیں۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی اس کے ایک دھپ بھی رسید کر دے تو دور جا گرے۔"

"بہت شکریہ۔ میں ابھی اس کے خلاف کام شروع کرتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"ایک بات اور۔ اس کی دائیں کلائی میں ایک نیلے رنگ کی چین ہے۔ جس میں سے شعاعیں سی نکلتی محسوس ہوتی ہیں۔"

"اب چلتے چلتے آپ کو اس انوکھی دعوت کا ذرا سا حال سنا دوں۔" انسپکٹر جمشید نے کسی خیال کے تحت کہا۔

"چلو سنا دو۔" وہ مسکرائے۔

انھوں نے تفصیل سنا دی۔ آئی جی صاحب حیران رہ گئے۔ پھر بولے:

"تو تم نے کیا نتیجہ نکالا ہے؟"

"وہ اب تیمور عالم صاحب کے ہاں آئے گا تو پھر کچھ اندازہ ہو گا۔"

"اور اس شیطان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟"

www.urdufans.com

"ایسا معلوم ہوتا ہے — جیسے اس جادوگر کا ساتھی اندر موجود تھا — اور کچھ کارروائی کرنے میں مصروف تھا۔"

"ہوں — میں تو اس واقعے سے بھی خطرے کی بو سونگھ رہا ہوں — محمود عالم کو اپنے تمام کاغذات کہیں اور منتقل کر دینے چاہییں۔"

"یہ کام میں کر لوں گا — ابھی ہمارے پاس وقت ہے۔"

"یوں لگتا ہے — جیسے کوئی بہت خوفناک پروگرام شروع ہونے والا ہے۔" انھوں نے کہا۔

"اللہ مالک ہے — اسلام دشمن طاقتیں ہمیں آرام سے کب بیٹھنے دیں گی — ان کا تو بس ایک ہی علاج ہے۔"

"اور وہ کیا جمشید؟" خان رحمان نے فوراً پوچھا۔

"ان سے جہاد کیا جائے۔"

"یہی تو مشکل ہے — ہم اتنی بڑی بڑی قوتوں سے ٹکرانے کی ہمت نہیں رکھتے — نہ ہمارے وسائل اتنے ہیں — نہ ہم وسائل پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں — ہم میں بس ایک بات ہے۔ اگر ہم کرنے پر اتر آئیں تو سب کچھ کر سکتے ہیں۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

"خیر — وہ وقت بھی ان شاءاللہ آئے گا، جب ہم ان سے جہاد کریں گے۔"

"ان شاءاللہ!" سب ایک ساتھ بولے۔

"اب تم بوڈا کی گرفتاری کے لیے کام شروع کر دو — جب تک وہ گرفتار نہیں ہو جاتا، کھٹکا سا لگا رہے گا کہ وہ نہ جانے کیا گل کھلانے کے لیے آیا ہے — یہ بات تو طے ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ گل کھلانے کے چکر میں رہتے ہیں۔"

"جی ہاں! ان کے کھلانے سے ہمیشہ کانٹے دار پھول ہی اگتے ہیں اور ان کانٹوں کی زد میں یہ خود بھی آئے بغیر نہیں رہتے — بیگال ہمارا بدترین دشمن ہے — اس بات میں تو کسی کو بھی شک نہیں۔"

"اچھا ٹھیک ہے — اب تم جاؤ۔"

اسی وقت انسپکٹر جمشید کی پیشانی پر بل پڑ گئے — انھوں نے جلدی جلدی کاغذ پر کچھ لکھا اور ان کے سامنے کر دیا، انھوں نے لکھا تھا:

"ہماری گفتگو کہیں آس پاس ہی سنی جا رہی ہے — آپ لوگ گفتگو اسی طرح جاری رکھیے — میں چیک کرتا ہوں۔"

یہ پڑھتے ہی محمود بول اٹھا:

"ابھی چلے جاتے ہیں انکل — بہت دنوں بعد تو آپ سے ملاقات ہوئی ہے۔"

"کیا کر رہے ہو بھئی — بہت دنوں بعد۔"

"جی ہاں! آپ سے تو صرف ایک دن پہلے ہی اگر ملاقات ہوئی ہو تو بھی ہم یہی محسوس کرتے ہیں کہ ملاقات بہت دنوں بعد ہو رہی ہے۔"

"اگر یہ بات ہے تو آج جی بھر کر باتیں کر لو، لیکن پھر اس کا کیا بنے گا؟"

"آپ کا مطلب ہے... ریڈار کا؟" فاروق فوراً بولا۔

"ہاں اس کا اور...... کس کا؟"

"اس کا کیا بننا بنانا ہے۔ سر... بس ہم اس کی ڈرائنگ بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ اب جب کہ وہ ہمارے ملک میں آ گیا ہے۔ پہنچ کر تو واپس جا نہیں سکے گا۔"

"بس، یہی میں چاہتا ہوں۔" آئی جی نے مسکرا کر کہا۔

"آپ سے زیادہ یہ ہم چاہتے ہیں انکل، فکر نہ کریں۔"

"فکر کرنے کی باری اب تمھاری ہے۔ میں تو آپ لوگوں کے یہاں آنے سے پہلے فکر مند تھا۔"

"تب تو آپ نے فکر دور کرنے کا بہت آسان نسخہ ڈھونڈ نکالا۔"

"کیا کرتا۔ مجبور تھا۔" انھوں نے کندھے اچکائے۔

"ویسے محمود عالم کے ہاں ہونے والا واقعہ مجھے بار بار

الجھن میں مبتلا کر رہا ہے۔"

"اب آپ اس کے بارے میں بھی الجھن سے نجات پا جائیں۔ ہم اس معاملے کو بھی دیکھ لیں گے۔"

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی۔ آئی جی صاحب کا فون تھا۔ انھوں نے ریسیور اٹھایا اور دوسری طرف کی بات سنتے ہی ان کا رنگ اڑ گیا۔ آنکھوں اور چہروں میں الجھن کی جھلکی انھوں نے بالکل صاف محسوس کی۔ آخر ریسیور رکھ دیا۔

"خیر تو ہے؟"

"ہاں! کوئی خاص بات نہیں۔" انھوں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اشارہ کرنے کے بعد کہا۔

انھیں الجھن محسوس ہونے لگی۔ انسپکٹر جمشید کے واپس آنے تک آئی جی صاحب انھیں کچھ نہیں بتا سکتے تھے، کیونکہ ان کے خیال کے مطابق اس کمرے میں ہونے والی گفتگو سنی جا رہی تھی۔ جب کہ دوسری طرف مارے بے چینی کے ان کا برا حال تھا۔ وہ چاہتے تھے۔ بات انھیں فوراً معلوم ہو جائے، چنانچہ فرزانہ نے اشاروں میں کہا۔

"انکل۔ مہربانی فرما کر لکھ دیجیے۔ کیا بات ہے۔"

"ٹھیک ہے، لیکن تم خاموش تو نہ ہو جاؤ۔" آئی جی بولے۔

"عجیب بات ہے۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

www.urdufans.com

www.urdufans.com

"کیا عجیب بات ہے — ہمیں تو یہاں دُور دُور تک کوئی عجیب بات نظر نہیں آ رہی۔" فاروق نے چاروں طرف دیکھا۔

"عجیب باتیں نظر نہیں آیا کرتیں — محسوس ہوا کرتی ہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"چلو خیر — یہی بتا دو — وہ کیا عجیب بات ہے — جو ہمیں محسوس تک نہیں ہو رہی۔" فاروق بولا۔

"عجیب بات یہ ہے کہ..."

اسی وقت انھوں نے وہ جملہ پڑھ لیا — جو آئی جی صاحب نے لکھا تھا — فرزانہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا — باقی لوگوں کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں —

ایک دھماکا

انسپکٹر جمشید دبے پاؤں کمرے سے باہر نکلے — انھوں نے باریک بینی سے برامدے کا جائزہ لیا — آئی جی صاحب کا چپراسی چوکس کھڑا تھا — اس نے انھیں عجیب سی نظروں سے دیکھا — انھوں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا —

ایک ایک کمرے کے سامنے سے گزرتے اور ان میں جھانکتے وہ سرسری انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے — آخری کمرے کا دروازہ قریباً بند تھا — جب کہ یہ آفس ٹائم تھا — وہ دبے پاؤں دروازے کے پاس جا کر رکے اور اندر ہونے والی گفتگو سننے لگے — اندر گہری خاموشی تھی، لیکن سانس لینے کی آواز سنائی دے رہی تھی — اب انھوں نے اندر جھانکا — ایک شخص کانوں پر ہیڈ فون چڑھائے گفتگو سننے میں مصروف تھا — اور ساتھ میں اس گفتگو کو

www.urdufans.com

تک بھی رہا تھا۔ کمرے میں تین افراد اور بھی تھے۔ وہ
جھک کر لکھی جانے والی تحریر کو پڑھ رہے تھے۔ وہ دبے
پاؤں اندر داخل ہو گئے۔ ان تینوں کو ان کے اندر داخل
ہونے کا پتا اس وقت لگا جب وہ دروازہ اندر سے بند
کر کے چٹخنی لگا چکے تھے۔

چاروں اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ تین کے چہروں پر
خوف دوڑ گیا۔

"تم لوگ اس گفتگو کا کرو گے کیا۔ مجھے تو بس اتنا بتلاؤ۔"

"کک۔ کچھ۔ جی کیا مطلب۔ آپ نے کیا کہا۔" ایک
گھبرا کر بولا۔

"تم لوگ آئی جی صاحب کے کمرے میں ہونے والی
گفتگو سن رہے ہو اور نوٹ کر رہے ہو۔ کاغذ تمہارے
سامنے موجود ہے۔ لہٰذا کیا مطلب وطلب کو چھوڑو۔ سیدھی
سادی بات کرو۔ ہو تو تم لوگ صرف کلرک۔ اور کام کر
رہے ہو اتنے اونچے۔ یعنی ملک اور قوم سے غداری کے کام
جانتے ہو، اس کی سزا کیا ہے۔ پھانسی سے کم سزا غدار
کے لیے ہے ہی نہیں۔"

"نن۔ نہیں۔ نہیں۔ ہم غدار نہیں ہیں۔"

"اس کا ثبوت؟" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"ثبوت اس کا یہ ہے کہ..." کلرک سے کوئی بات
نہ بن سکی۔

"میں عرض کرتا ہوں۔" تیسرے نے کہا۔

"چلو تم بتا دو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"ہم دراصل لالچ میں آ گئے۔"

"لالچ ہی تو انسان کو پھانسی کے تختے تک پہنچاتا ہے۔
یہ گفتگو جو نوٹ کی جا رہی ہے۔ اس کا کیا کیا جائے گا۔
جب تک تم یہ نہیں بتاؤ گے، اس وقت تک میں تم
لوگوں کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا۔"

"رات میرے گھر ایک آدمی آیا تھا جناب۔" آخر تیسرے
نے کہا۔

"اچھا تو پھر۔ اس نے کیا کہا؟"

"اس نے ہزار روپوں کا ایک بڑا بنڈل میرے سامنے
رکھ دیا اور بولا۔ یہ سب نوٹ تمہارے۔ اور کام تمہیں
صرف اتنا کرنا ہو گا کہ ان دنوں آئی جی صاحب کے کمرے
میں ہونے والی گفتگو سنتے رہو اور نوٹ کرتے رہو۔
میں کانپ گیا، لیکن پھر لالچ نے میری آنکھوں پر پردہ
ڈال دیا اور میں نے اس سے کہا۔ یہ کام میں اکیلا نہیں کر
سکتا۔ میرے کمرے میں تین کلرک اور بیٹھتے ہیں۔ اس

www.urdufans.com

نے فوراً تین پیکٹ اور میرے سامنے رکھ دیے اور کہنے لگا۔ ان کے پیچھے بھی ایک ایک ہے۔ انہیں یہیں بلوا لو اور مشورہ کر لو۔ چنانچہ میں گیا اور ان تینوں کو اپنے گھر لے آیا۔ پیش کش کے بارے میں انہیں بتایا۔ یہ تینوں بھی تھوڑی سی بحث کے بعد تیار ہو گئے۔ اس آدمی نے کہا کہ وہ روزانہ کی رپورٹ میرے گھر سے خود لے جایا کرے گا۔ اور جناب ہم نے یہ فیصلہ بھی کیا تھا کہ ملک اور قوم کو نقصان پہنچانے والی کوئی گفتگو ہوئی تو ہم اس تک پہنچایا نہیں کریں گے۔ باقی باتیں لکھ کر دے دیا کریں گے، کیونکہ نوٹ تو ہم وصول کر ہی چکے تھے۔ آپ خود دیکھ لیں۔ ہم نے اس گفتگو میں سے کتنے جملے کاٹ دیے ہیں۔"

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

انسپکٹر جمشید نے تحریر اٹھا لی۔ اس میں سے واقعی خاص خاص جملے کاٹ دیے گئے تھے۔

"گویا تم یہ تحریر دوبارہ لکھ کر اسے دو گے اور یہ جملے اس میں نہیں ہوں گے۔"

"جی ہاں بالکل۔ ورنہ کاٹنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔" اس نے کہا۔

"مجھے تمہاری باتوں پر یقین آ گیا ہے، پھر بھی لالچ

کی سزا تم لوگوں کو ملے گی۔ پھانسی سے تم اس لیے بچ جاؤ گے کہ غداری سے تم نے اپنے دامن کو بچانے کی کوشش کی ہے۔ وہ شام کو کس وقت آئے گا؟"

"جی شام کو نہیں۔ وہ تو جونہی میں گھر جاؤں گا۔ آ جائے گا۔ گویا پہلے ہی میرے انتظار میں کھڑا ہو گا۔"

"اوہ! میں سمجھ گیا۔" انسپکٹر جمشید چونکے۔

"جی۔ آپ کیا سمجھ گئے؟"

"پہلے تم اس گفتگو کو دوبارہ لکھ لو۔ پھر بتاتا ہوں۔ وقت ہمارے پاس کم ہے۔" انھوں نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا، دفتر کا وقت ختم ہونے کے قریب تھا۔

اس نے جلدی جلدی گفتگو نقل کی اور ان کے سامنے رکھ دی۔ گفتگو پڑھ کر انھوں نے اس کی طرف بڑھا دی اور بولے:

"اب تم معمول کے مطابق یہاں سے نکل کر اپنے گھر کی طرف جاؤ گے۔ اور تم۔ کیا نام ہے تمہارا؟" انھوں نے اس سے پوچھا، جسے تحریر لے کر جانا تھا۔

"جی۔ میرا نام سلیم خالد ہے۔"

"ہاں تو مسٹر سلیم خالد۔ تم یہ گفتگو لے کر سیدھے گھر جاؤ گے اور جب وہ آئے تو گفتگو اس کے حوالے کر دو گے، اسے ہرگز شک نہ ہونے پائے کہ تم لوگوں کے ساتھ

www.urdufans.com

کوئی واقعہ پیش آ گیا ہے؟"

"جی بہتر! میں ایسا ہی کروں گا۔" اس نے کہا۔

انسپکٹر جمشید ان کے پیچھے دفتر سے باہر نکل آئے۔ وہ یہ بھی بھول گئے کہ اپنے سب ساتھیوں کو آئی جی صاحب کے کمرے میں چھوڑ آئے ہیں – اس وقت تو وہ صرف اس آدمی کو دیکھ لینا چاہتے تھے – جو گفتگو کے کاغذ سلیم خالد سے حاصل کرنے کے لیے آنے والا تھا – سلیم خالد اپنی موٹر سائیکل پر سوار ہوا – گفتگو کے کاغذ اس نے ان کے سامنے اندرونی جیب میں رکھے تھے – آخر وہ گھر پہنچ گیا – انسپکٹر جمشید نے بہت دور رہ کر اس کا تعاقب کیا تھا – اس کے آگے نکل جانے کا تو خطرہ تھا نہیں – انھیں پیچھے لگ کر ہی سلیم خالد کو آگے جانا تھا – وہاں پہنچ کر بھی انسپکٹر جمشید اس کے نزدیک نہ گئے – بلکہ پہلے آگے نکل گئے – اور پھر گاڑی موڑ کر واپس لائے – اسی وقت انھوں نے عام سی صورت والے ایک آدمی کو سلیم خالد کے گھر میں داخل ہوتے دیکھا – اب وہ قدرے نزدیک ہو گئے – جلد ہی وہ آدمی باہر نکلا – اس نے چاروں طرف ایک نظر ڈالی اور پھر ایک کار کی طرف بڑھ گیا – انسپکٹر جمشید نے فوراً اس سمت کا اندازہ کر لیا، جس سمت

اس کے جانے کے امکانات تھے – لہٰذا وہ اس طرف پہلے ہی چل پڑے – اس طرح اسے تعاقب کا شک نہیں ہو سکتا تھا – چند سیکنڈ بعد ہی انھوں نے اسے آتے دیکھا – وہ کافی تیز آ رہا تھا – لہٰذا انھوں نے بھی اس کے نزدیک آنے سے پہلے ہی رفتار بڑھا دی – ساتھ ہی انھوں نے ریڈی میڈ میک اپ بھی کر لیا – اب انھیں آسانی سے نہیں پہچانا جا سکتا تھا –

وہ آدمی بہت جلدی میں معلوم ہوتا تھا – اور انسپکٹر جمشید سے آگے نکل جانے کی کوشش میں تھا – انسپکٹر جمشید نے اس وقت ایک ضدی ڈرائیور کی ایکٹنگ شروع کر دی، گویا وہ ضد پر اڑ گئے تھے کہ اسے آگے نہیں جانے دیں گے – اب دونوں کاریں ساتھ ساتھ دوڑ رہی تھیں – آخر جب انھوں نے محسوس کیا کہ اس شخص کی منزل قریب ہے – تو انھوں نے اسے راستہ دے دیا – وہ آگے نکل گیا – اس دوران انسپکٹر جمشید اس کا اچھی طرح جائزہ لے چکے تھے – دوسری طرف وہ بھی انھیں دیکھ چکا تھا – لہٰذا دوسرا ریڈی میڈ میک اپ کرنا پڑا –

عین اس وقت انھوں نے اسے ایک ہوٹل کے سامنے رکتے دیکھا – انھوں نے دیکھا – وہ ہوٹل کریسنٹ تھا – شہر

www.urdufans.com

یہ ایک انٹرنیشنل ہوٹل تھا — صرف شریف اور معزز درجے کے امیر لوگ اس ہوٹل میں ٹھہرا کرتے تھے — درمیانے درجے کے لوگ تو اس میں داخل ہونے کی بھی جرأت نہیں کرتے تھے، کیونکہ صرف چائے کا کپ یہاں پچاس روپے کا ملتا تھا — اس شخص نے کار پارک میں کھڑی کی اور ہوٹل میں داخل ہو گیا — انسپکٹر جمشید بھی پہلے ہی دروازے کے نزدیک پہنچ چکے تھے — دروازے پر کھڑے نگران نے انہیں روکنے کی کوشش کی — اور صرف اتنا کہہ سکا:

"سر — آپ —"

اور وہ آگے بڑھ گئے — نگران کا ہاتھ اٹھا کا اٹھا رہ گیا — اس قدر جرأت سے کوئی عام آدمی تو ہوٹل میں داخل نہیں ہو سکتا تھا — یوں بھی داخلے پر تو کوئی پابندی تھی نہیں۔

انسپکٹر جمشید نے اس شخص کو لفٹ کی طرف جاتے دیکھا — وہ گھبرا گئے، کیونکہ اس وقت درمیانی فاصلہ زیادہ تھا — یوں بھی وہ اس کے ساتھ لفٹ میں سوار نہیں ہو جانا چاہتے تھے — اسے شک ہو سکتا تھا — اسی وقت وہ لفٹ میں سوار ہو گیا اور لفٹ کا دروازہ بند ہو گیا — انسپکٹر جمشید کے ذہن میں بجلی سی کوندی — وہ فوراً کاؤنٹر پر پہنچے۔

"بھئی وہ — جادوگر کے کمرے کا کیا نمبر ہے؟"

"وہ کسی سے ملاقات نہیں کرتے سر — میرا مطلب ہے — پہلے سے وقت لیے بغیر — ان کا کلرک اس طرف بیٹھا ہے وہ رہا — نیلے لباس والا۔"

"میں نے آپ سے اس کے کمرے کا نمبر پوچھا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے خشک آواز میں کہا۔

"سوری سر — انہوں نے منع کر رکھا ہے — ان کی ہدایت یہ ہے کہ کوئی بھی ان سے ملنے آئے — ان کے کلرک سے بات کرا دی جائے — اور اس وقت اتفاق سے کلرک صاحب ہال میں موجود ہیں۔"

اچانک انسپکٹر جمشید کو یاد آیا — وہ میک اپ میں ہیں۔ انہوں نے جیب سے ایک کارڈ نکالا — اس کارڈ پر ان کا نام تو نہیں تھا، البتہ اسپیشل پولیس کا لفظ لکھا تھا۔

"اوہو اچھا — معاف کیجیے گا — اس کے کمرے کا نمبر نو سو چار ہے — آپ کو پانچویں منزل پر جانا پڑے گا۔"

"شکریہ — آپ ان کو کچھ نہیں بتائیں گے — اگر بتایا تو ہوٹل بند ہو سکتا ہے۔"

"ہوٹل تو خیر آپ بند نہیں کرا سکتے — ہاں میں ان سے کوئی ذکر نہیں کروں گا۔"

"ہوٹل بند کرانے پر گفتگو پھر کروں گا۔" انھوں نے ناگوار لہجے میں کہا اور آگے بڑھ گئے۔ لفٹ میں وہ پانچویں منزل پر پہنچے۔ کمرہ نمبر ۹۰۲ کے تالے کے سوراخ میں سے اندر جھانکا۔ اندر جادوگر ضرور موجود تھا، لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ جس کا تعاقب کرتے ہوئے وہ یہاں تک آئے تھے۔ گویا ان کا اندازہ غلط ہوگیا تھا۔ ہوٹل کریسنٹ کا نام ذہن میں آتے ہی ان کا خیال جادوگر کی طرف گیا تھا، کیونکہ جادوگر نے اپنے ہوٹل کا نام ہوٹل کریسنٹ بتایا تھا۔ لہٰذا انھوں نے فوری طور پر یہ نتیجہ نکالا کہ وہ جو اس شخص کا تعلق بھی اس جادوگر سے ہے۔ لیکن اب وہ اس کمرے میں نظر نہیں آیا تھا۔ گویا وہ اس منزل کے کسی اور کمرے میں تھا۔ اب انھوں نے ایک ایک کمرے میں جھانکنا شروع کیا۔ ایسے میں ایک بیرے کی تیز آواز گونجی:

"اے مسٹر۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ یہاں کمروں میں تاک جھانک کرنے والے کو پولیس کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ لیکن نہیں۔ پہلے اس کی خوب مرمت بھی کی جاتی ہے۔ لہٰذا تم مرمت کے لیے تیار ہو جاؤ۔" یہ کہہ کر اس نے گلے میں لٹکی ہوئی سیٹی بجا دی:

"ارے ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو؟" انسپکٹر جمشید گھبرا گئے۔

لیکن اس وقت تک سیٹی بج چکی تھی۔ اور اچانک دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ پھر دونوں طرف سے کئی بیرے ان کے گرد جمع ہو گئے۔ یہ شاید اسی منزل کے بیرے تھے اور دیکھتے بھی اسی طرح تھے۔

"کیا بات ہے؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"یہ صاحب تاک جھانک کر رہے تھے۔ اور تم جانتے ہی ہو کہ ہمارے مینجر صاحب کا حکم ہے کہ ایسے آدمی کی پہلے خوب مرمت کی جائے، پھر اسے پولیس کے حوالے کیا جائے، یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ پولیس کے حوالے کرنے سے پہلے خوب مرمت کرنا کیوں ضروری ہے۔ اس لیے کہ بعض مجرم سفارش کی بنا پر چھوٹ جاتے ہیں۔ لہٰذا کیوں نہ مرمت تو کر ہی دی جائے۔ اس لیے اب اس کی مرمت کرو۔"

وہ ان کی طرف جھپٹے، لیکن انسپکٹر جمشید نہایت آسانی سے ان کے درمیان سے نکل گئے:

"پہلے میری بات سن لو۔"

"نہیں! ہمارے مینجر صاحب کا حکم ہے کہ ایسے آدمی کی کوئی بات نہ سنی جائے۔ بس صرف مرمت کی جائے۔"

"اچھی بات ہے۔ تو پھر پہلے مرمت۔ پھر بات۔"

www.urdufans.com

انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

وہ ایک بار پھر ان پر جھپٹے۔ اس بار انھوں نے دو ہاتھ جھاڑ دیے۔ وہ دور دور جا کر گرے اور خوف زدہ ہو گئے۔ ایسے میں ایک چلایا:

"استاد! تم کہاں ہو؟"

"کیا بات ہے؟" ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

"استاد۔ یہ آدمی ہمارے بس کا نہیں۔"

"بات کیا ہے؟" استاد نے منہ بنایا۔

"مرمت کرنی ہے۔ تاک جھانک کر رہا تھا۔"

"اچھا تو پھر تم ایک طرف ہٹ جاؤ اور نظارہ دیکھو۔"

"بہت خوب استاد۔ اب آئے گا مزا۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

استاد ان کی طرف ماہرانہ انداز میں بڑھا۔ وہ سمجھ گئے کہ اناڑی نہیں ہے۔ لہٰذا انھوں نے بھی محتاط انداز میں وار روکا اور اس کی گردن پر ایک ہاتھ دیا۔ استاد دھب سے گرا اور پھر نہ اٹھ سکا۔ اوندھے منہ پڑا کا پڑا رہ گیا۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا استاد؟" وہی ساتھی بولا۔

"مزا آ گیا۔ اتنا مزے دار ہاتھ زندگی میں پہلی بار کھایا ہے۔"

"اگر مزا آ گیا ہے تو یہ بتاؤ۔ چھوٹے سے قد کا کوئی شخص کس کمرے میں ٹھہرا ہوا ہے؟"

"اوہ۔ وہ۔ اچھا تو تم اسے تلاش کر رہے تھے۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں! کیا بات ہے۔" وہ حیرت زدہ نظر آنے لگے۔

"وہ کمال کا آدمی ہے۔ آپ بھی ہیں۔ لیکن وہ شاید آپ سے بھی زیادہ عجیب ہے۔"

"ارے بھئی! میں نے اس کے کمرے کا نمبر پوچھا ہے۔" انھوں نے منہ بنایا۔

"اس کے کمرے کا نمبر نو سو چار ہے۔"

"اس میں تو وہ جادوگر ٹھہرا ہوا ہے۔"

"وہ بھی اسی کمرے میں ٹھہرا ہوا ہے۔" اس نے بتایا۔

"تو کیا دونوں ساتھی ہیں؟"

"جادوگر تو اس کا کوئی ماتحت لگتا ہے۔"

"ارے! اچھا۔" انسپکٹر جمشید حیران رہ گئے۔

"لیکن ہم آپ کو مشورہ دیں گے کہ ان کے کمرے میں ہرگز داخل نہ ہوں۔ وہ انتہائی خطرناک ہیں۔"

"یہی تو دیکھنا ہے کہ وہ خطرناک کہاں تک ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا اور واپس اس کمرے کی طرف لوٹ گئے۔

www.urdufans.com

انھوں نے دستک دی ۔ استاد اور اس کے ساتھی دور
کھڑے ان کی طرف دیکھ رہے تھے ۔
"کون؟" اندر سے کسی نے دھاڑنے کے انداز میں کہا۔
"پولیس"
"پولیس کا یہاں کیا کام؟"
"دروازہ کھولو ۔ ورنہ توڑ دیا جائے گا۔"
"ایسی بھی کیا مصیبت ہے ۔ توڑ دیا جائے گا" جھلا کر
کہا گیا اور پھر دروازہ کھول دیا گیا ۔ انھوں نے دیکھا، جادوگر
ان کے سامنے کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا:
"آپ کو کہیں دیکھا ہے" وہ بڑبڑایا۔
"آپ تو جادوگر ہیں ۔ اپنے جادو کے زور سے یاد کریں
نا ۔ مجھے کہاں دیکھا ہے"
"ہاں ٹھیک تو ہے" یہ کہہ کر اس نے آنکھیں بند کرلیں اور
منہ میں کچھ بڑبڑانے لگا ۔ اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں
اور تیز آواز میں بولا:
"آپ تیمور عالم کی دعوت میں تھے"
"بالکل ٹھیک" وہ مسکرائے۔
"یہاں کیسے آئے ہیں ۔ میں کسی سے پہلے سے طے شدہ
پروگرام کے بغیر نہیں ملتا ۔ اگر مجھ سے کوئی کام ہے تو

جادوگری کے کھیل کے لیے وقت لینا ہے تو پھر میرے کلرک
کے پاس جائیں"
"بات آپ سے ہوگی ۔ اور مجھے وقت لینے کی ضرورت
نہیں ۔ نہ میں دوسروں کو وقت دیتا ہوں ۔ میں تو صرف یہ
پوچھنا چاہتا ہوں کہ ۔۔" وہ کہتے کہتے رک گئے ۔
"جو پوچھنا چاہتے ہیں ۔ یہ بھی وقت لے کر پوچھ سکتے ہیں،
چلتے پھرتے نظر آئیں"
"کیا آپ نے سنا نہیں ۔ میرا تعلق پولیس سے ہے"
"تو کیا ہوا ۔ میرے پاس تو بڑے بڑے پولیس والے
آتے ہیں"
"اور آپ ان سے بھی وقت لے کر ملتے ہیں؟"
"ہاں! بالکل ۔ اب تم میرے جادو کا کمال دیکھو"
ان الفاظ کے ساتھ ہی ان کے جسم کو ایک زبردست جھٹکا
لگا اور وہ برآمدے میں کافی دور گرے ۔ ساتھ ہی قہقہوں کی
آوازیں سنائی دیں ۔ کمرے کا دروازہ بند ہوگیا ۔ انھوں نے مڑ
کر دیکھا ۔ بیرے ہنس رہے تھے ۔
"کس بات پر ہنس رہے ہو بھئی؟" وہ مسکرائے ۔
"اس بات پر کہ آپ کے ساتھ بہت بری ہوئی"
"کوئی بات نہیں ۔ ہوتا ہے، ایسا بھی ہوتا ہے ۔ یہ شخص

"تو واقعی جادوگر معلوم ہوتا ہے۔"

"کیسے اندازہ لگایا؟" استاد بولا۔

"اس نے ہاتھ پیر ہلائے بغیر — مجھے اٹھا کر باہر پھینک دیا — یہ جادو نہیں تو اور کیا ہے؟"

"جادوگر تو خیر وہ ہے — ہم پر بھی یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔" استاد نے کہا۔

"وہ کیسے؟"

"اس نے اپنی جادوگری کے جو کمالات ہمیں دکھائے ہیں وہ کسی طرح بھی مداری کے کھیل نہیں ہو سکتے۔"

"ہوں — میرا بھی یہی خیال ہے، لیکن جادوگر ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ دوسروں کو اٹھا اٹھا کر پھینک دے — میں اس سے انتقام لوں گا۔" یہ کہہ کر انھوں نے پھر دستک دی — ایک بار پھر دروازہ کھلا — جادوگر کی حیرت میں ڈوبی آواز سب کے کانوں سے ٹکرائی:

"اب کیا ہے؟"

"وہی جو پہلے تھا — آپ سے ملاقات کروں گا۔"

"گویا ابھی دماغ درست نہیں ہوا۔" جادوگر نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"نہیں — کرانا چاہتا ہوں۔"

"اب میں تمھیں اٹھا کر چھت سے لٹکا دوں گا۔ تمھارا سر چھت کو چھونے گا اور پیر نیچے لٹک رہے ہوں گے، جس طرح کوئی گیس کا غبارہ کسی بچے کے ہاتھ سے چھوٹ جائے اور چھت سے جا لگے۔"

"بھئی واہ — یہ نظارہ اگر دیکھنے کو مل جائے تو مزا آ جائے۔" استاد نے بچوں کی طرح تالی بجا دی۔

انسپکٹر جمشید کو ایک حدیث شریف یاد آ گئی — انھوں نے فوراً آیت الکرسی پڑھنا شروع کر دی۔

"کیا پڑھ رہے ہو — کیا الٹا مجھ پر جادو کر رہے ہو۔" جادوگر ہنسا۔

انھوں نے کوئی جواب نہ دیا — آیت الکرسی پڑھتے رہے —

"شاید یہ کوئی منتر پڑھ رہا ہے، لیکن مجھ پر اس کا منتر نہیں چلے گا — میں نے پورے سو جادوگروں کو شکست دے کر جادوگری کا سب سے بڑا انعام جیتا ہوا ہے — ہاں!" اس نے فخریہ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر ان کی طرف ہاتھ بڑھا کر جھٹکا مار دیا۔

انسپکٹر جمشید ڈگمگائے — انھوں نے اور تیزی سے آیت الکرسی کا ورد شروع کر دیا۔

www.urdufans.com

ادھر جادوگر کے چہرے پر حیرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

"کیا ہوا پروفیسر صاحب؟" استاد نے طنزیہ انداز میں کہا۔

اس کے سب چیلے گھور کر یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے آثار تھے۔ اور وہ بہت خوف زدہ انداز میں ہو رہے تھے۔

"یہ حضرت بھی جادوگر ہیں۔ اور مجھ پر اپنا جادو چلا رہے ہیں۔ لیکن تم لوگوں نے بھی دیکھ لیا ہو گا جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔"

"جی جناب! یہ تو ہم نے بہت مرتبہ دیکھ رکھا ہے۔ مگر آپ کی جادوگری کا ہم نے بھی دیکھ لیا۔ کوئی بات نہیں۔"

"جادو کہاں سے کہاں گیا؟" استاد نے جلدی جلدی کہا۔

"میرا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔" جادوگر غرایا۔

"جی۔ نہیں تو۔ آپ کو وہم ہوا ہے۔" استاد نے گھبرا کر کہا۔

"اچھی بات۔ کیا میں ابھی دکھاؤں؟"

"ارے ارے نہیں۔ وہم تو دراصل مجھے ہوا ہے۔ بلکہ ہم سب کو ہوا ہے۔"

"اچھی بات۔ لیکن شرط یہ ہے کہ میں نہیں کھڑا ہوں اس کے سامنے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"آپ تو خود جادوگر ہیں۔"

"یہ غلط ہے۔" وہ بولے۔

"یہ غلط ہے۔ کیا غلط ہے۔ اور کیوں غلط ہے؟" استاد نے حیران ہو کر کہا۔

"میں جادوگر نہیں ہوں۔"

"تو پھر آپ کیا پڑھ رہے تھے؟"

"قرآن کریم کی ایک آیت۔ ایک حدیث میں ہے اگر آیت الکرسی پڑھ لی جائے تو کسی بھی جادو وغیرہ کا اثر نہیں ہو گا۔ لہٰذا جادو بھی اثر نہیں کرے گا۔ کیونکہ یہ لوگ بھی تو دراصل شیاطین سے کام لیتے ہیں۔"

"اوہ۔ اچھا۔"

"دو مرتبہ اور کہنے کا شکریہ۔" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا اور انہیں آیت الکرسی کا خیال آ گیا۔ یہ جملہ دراصل ان کا تھا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟" استاد بولا۔

"پہلے ہی جادوگر صاحب سے دو دو باتیں کر لی جائیں۔"

"کیا صرف دو دو باتیں کافی نہیں ہیں۔ کہ دو دو باتیں کر لی گئے۔" استاد گھبرا گیا۔

www.urdufans.com

"ہو تو ہو — تم تو بال کی کھال اتارنے لگے — مسٹر ...

دیکھو — بجلی کی رفتار دیکھو۔"

"یہی کہ — بجلی دیکھیں — بجلی کی رفتار دیکھیں۔" استاد کی آنکھیں

مارے حیرت کے باہر کو ابل پڑیں۔

"ہاں، کمال ہی کرتا ہے — دیکھو تو۔"

"ارے میاں — وہ تیل دیکھو تیل کی رفتار دیکھو ہے۔" استاد

نے بڑا سا منہ بنایا۔

"بھئی واہ — آپ تو کوئی باقاعدہ استاد ہیں۔" انسپکٹر جمشید

نے حیران ہو کر کہا۔

"واہ — سبحان اللہ — دراصل میں گورو لعب کے شوق

کھانے میں پیدا ہوا تھا۔" استاد نے کہا۔

"تو پھر استاد کس طرح بن گئے — میرا مطلب ہے —

جیبوں کے استاد — شاگردوں اور مستقبل کے استاد بنتے ہوئے۔"

"یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ پھر کسی وقت سناؤں گا۔"

"خیر — ضرور سنیں گے بھی — اس وقت ذرا ان جادوگر

صاحب کی کہانی سن لیں — ہاں تو جناب پروفیسر صاحب —

آپ کا جادو تو یہ یہیں چل سکا — اب آپ اس دنیا

سے کوچ — یعنی — بوڑا کے بارے میں بتائیں — وہ کہاں ہے۔"

"میری جیب میں — ہمت ہے تو نکال لو۔" اس نے

تنک کر کہا۔

"ہو سکتا ہے — اب بھی ان کی جیب سے ان کے ساتھی

بوڑا کو نکالنے لگے ہوں۔"

"ان کے سامنے تو ان کی کھوپڑی بھی سوچتی ہے — وہ

ان کی جیب میں کس طرح ہو سکتا ہے۔" استاد نے بڑا سا منہ بنایا۔

"بھول گئے — جادوگر — کیا وہ تمہارا بھی استاد ہے؟"

"ہاں۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کمال ہے — یہاں تو استاد پر استاد نکل رہے ہیں۔" انسپکٹر

جمشید نے جھلا کر کہا۔

"جہاں تک ہمارا خیال ہے — وہ صاحب باہر گئے ہوئے

ہیں۔" استاد نے کہا۔

"گئے ہوئے تھے — مگر لوٹ چکے ہیں اور یہیں کہیں ہیں۔

آپ کو میری تلاش ہے۔"

ایک آواز ابھری — دوسرے کمرے سے نکل کر انھوں

نے بوڑا کو آتے دیکھا۔

"ارے باپ رے۔" استاد کے منہ سے خوف زدہ آواز

نکلی اور پھر وہ ڈرے ڈرے انداز میں پیچھے ہٹنے لگے —

جادوگر کے چہرے پر بھی خوف طاری ہو گیا۔

"ہاں مسٹر بوڑا۔" انسپکٹر جمشید خشک لہجے میں بولے۔

"یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ میرا نام معلوم کر چکے ہیں انسپکٹر جمشید۔"

"کیا کہا۔ انسپکٹر جمشید" جادوگر اور استاد نے ایک ساتھ کہا۔ استاد کے ساتھیوں کے چہروں پر اور بھی حیرت دوڑ گئی۔

"ہاں! یہ ٹھیک آپ ہی ہیں — لیکن میری نظروں سے نہیں بچ سکے — کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟"

"ہاں! میں انسپکٹر جمشید ہوں — تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔"

"میں آپ سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں مسٹر بوشا کہ آپ اس گفتگو کا کیا کریں گے؟"

"اوہو اچھا — تو آپ اس حد تک آگے جا چکے ہیں۔"

"اس بات کو چھوڑیں مسٹر — میری بات کا جواب دیں۔"

"ہم آپ لوگوں کی معلومات اپنے بارے میں معلوم کرنا چاہتے تھے — اور بس۔"

"تم لوگ یہاں کرنے کیا آئے ہو؟"

"جو کرنے کے لیے آتے رہتے ہیں — ہمارا تو بس ایک ہی کام ہے۔"

"میں سمجھ گیا — اسلام کو نقصان پہنچانا — لیکن اس کے نہ جانے کتنے رُخ تم لوگوں نے اختیار کر رکھے ہیں — لہٰذا اس وقت کیا رُخ ہے؟"

"اگر یہ بتا دیا تو پھر رہ کیا جائے گا" اس نے ہنس کر کہا۔

"جادوگر صاحب — اب آپ تیمور عالم صاحب کے ہاں کرتب تو دکھا نہیں سکیں گے۔"

"کیوں — کیا آپ مجھے گرفتار کر رہے ہیں؟"

"ہاں بالکل — آپ نے اپنے ساتھی کے ذریعے سرکاری [illegible] کی کوشش کی ہے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ایک دھماکا ہوا —

www.urdufans.com

جاسوس

آئی جی صاحب نے جو جملہ لکھا، وہ یہ تھا:

"میرے بیٹے کو اغوا کر لیا گیا ہے — اور فون پر دھمکی دی گئی ہے کہ اگر پروفیسر چوچنگ کے کسی پروگرام کو روکا گیا — اسے اپنے کھیل دکھانے نہ دیے گئے تو میرے بیٹے کو ہلاک کر دیا جائے گا اور اگر بیٹے کو تلاش کرنے کی کوشش کی گئی تو بھی اس کو جان سے مار دیا جائے گا۔"

"اُف مالک!" فرزانہ کے منہ سے نکلا۔

"میرا خیال ہے — اس وقت سے بھی بہت پہلے ابا جان گفتگو سننے والے تک پہنچ چکے ہوں گے اور اس نظام کو خراب کر چکے ہوں گے، لہٰذا اب ہم بات چیت کر سکتے ہیں۔" محمود نے گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اچھی بات ہے — ہم بات چیت کر سکتے ہیں۔" آئی جی صاحب بولے۔

"ابھی تک تو پروفیسر چوچنگ یعنی جادوگر کو کسی نے پروگرام دکھانے سے نہیں روکا — پھر اب کس لیے یہ کیا گیا ہے۔"

"ہو سکتا ہے — انھیں علم ہو گیا ہو کہ ان کے خلاف ہم کارروائی شروع کر چکے ہیں۔"

"ہوں! اب جب تک عمران نہیں مل جاتے، یا ہم انھیں تلاش نہیں کر لیتے، اس وقت تک تو ہم واقعی جادوگر کو نہیں روک سکتے۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"لیکن ہم یہ کام ضرور کر سکتے ہیں کہ وہاں کی خفیہ طور پر نگرانی کراتے رہیں — اور یہ جاننے کی کوشش کرتے رہیں کہ وہ ان پروگراموں سے مقصد کیا حاصل کرنا چاہتا ہے۔" محمود بولا۔

"بالکل ٹھیک — لل — لیکن — میں کیا کروں — میرے حواس جواب دیتے جا رہے ہیں۔"

"مہربانی فرما کر آپ گھر چلے جائیں — آنٹی بھی حد درجے پریشان ہوں گی — باقی کام آپ ہم پر چھوڑ دیں۔"

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا — لیکن تم برابر مجھ سے رابطہ رکھو گے۔"

"آپ فکر نہ کریں — اور ہاں — ایرپورٹ، ریلوے سٹیشن

اور تو صرف یہ تمام ایسے مقامات جہاں سے دشمن کے فرار
ہونے کے امکانات ہیں، ان کی نگرانی سخت کروا دی ہے،
تا کہ وہ مجرموں صاحب کو ملک سے باہر لے جانے کی
کوشش کریں۔ تاکہ انہیں تلاش نہ کیا جا سکے۔"

"اچھی بات ہے۔"

اور وہ وہاں سے باہر نکل آئے۔ فاروق کے برا
حال تھا۔ گھر لوٹے تو انسپکٹر جمشید، خان رحمان اور پروفیسر
داؤد کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ ان کے منہ بھی لٹکے
ہوئے تھے۔

"خیر تو ہے۔ تم لوگوں کے چہروں پر بھی اطمینان نظر نہیں
ہے۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"جی۔ جی ہاں! ان حالات میں اطمینان نہیں ہے۔

تو ابا کیا ہو گئے"

"ہوا کیا ہے؟"

"آپ کے چہروں پر بھی ہم کوئی خوش گوار تاثرات نہیں دیکھ
رہے۔ خیر تو ہے؟"

"میرے پاس بھی کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔"

"اوہ! اللہ اپنا رحم فرمائے۔ ہماری طرف کی خبر تو
یہ ہے کہ دشمنوں نے آئی جی صاحب کے بچے کو اغوا کر لیا ہے

اور انہیں دھمکی دی ہے کہ جادوگر کے کیس پر کام میں مداخلت
نہ کی جائے، ورنہ ان کا بچہ انہیں زندہ حالت میں ہرگز نہیں ملے گا۔"

"اوہ۔ یہ تم نے کیا خبر سنا دی۔" انسپکٹر جمشید نے پریشان ہو
کر کہا۔

"کیوں ابا جان! آپ کو کیا ہوا؟"

"جادوگر نے چیلنج کیا ہے۔ وہ شہر میں کھیل دکھائے گا
اور اسے روکا نہیں جا سکے گا۔ جیسا کہ میں نے فیصلہ کر دیا
تھا کہ اسے کھیل نہیں دکھانے دیا جائے گا۔ لیکن ایسا محسوس
ہوتا ہے جیسے اب ہم اسے روک نہیں سکیں گے۔" انہوں نے
جلدی جلدی کہا۔

"ہاں ابا جان۔ اب ہم اسے روک نہیں سکیں گے۔
لیکن ہم نگرانی ضرور کر سکیں گے۔ کہ وہ کرتے کیا ہیں۔"

"بہت خوب۔ وہ کل تیمور عالم کے ہاں اپنے کرتب
دکھانے والا ہے۔ نہیں آج۔ بلکہ اسی وقت سے نگرانی
کی تیاریاں شروع کر دینی چاہئیں۔"

"ہاں! ہم خود نگرانی کا کام کریں گے، لیکن نہایت عمدہ
سے کیے گئے میک اپ میں۔ آؤ پہلے میک اپ کا کام مکمل
کر لیں، پھر ہمیں دوسری تیاریاں بھی کرنا ہوں گی۔"

انہوں نے سب کے میک اپ شاندار طریقے سے

لیے۔ اس سلسلے میں انھوں نے فرزانہ پر بھی خاصے کا میک اپ کیا۔ اور ان کے قد بھی نو نو انچ چھوٹے کر دیے۔ اب وہ لڑکے نظر نہیں آتے تھے۔ پھر انھوں نے پہلے داؤد اور خان رحمان کے چہروں پر میک اپ کیا۔ آخر میں انھوں نے خود پر میک اپ کیا۔ اور وہ ایک ضدی قسم کے بوڑھے نظر آنے لگے۔ ایسے میں اچانک بیگم جمشید ادھر آ نکلیں۔ اگرچہ انھیں معلوم تھا کہ میک اپ روم میں کیا کام ہوتا ہے لیکن پھر بھی وہ بری طرح اچھل پڑیں۔ اور بوڑھے کو دیکھ کر کہہ اٹھیں:

"کون ہو تم؟"

"بیگم۔ میں اتنی جلدی کون ہو تم ہو گیا؟" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"ہائیں! آپ اور اس میک اپ۔ ارے فرزانہ کہاں ہے؟"

"وہ ادھر کھڑا ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اس بے چاری کو لڑکا بنا دیا۔"

"دیکھو بیگم۔ اب تم اس بے چاری کو بے چاری نہیں۔ بے چارہ کہو گی۔"

"حد ہو گئی۔ کھانا دیکھو کھانے کا پروگرام ہے یا نہیں۔"

"آج صرف وغیرہ سے کام نہ چلا لیں۔" خان رحمان

نے کہا۔

"میں نے تو بھی پکاتے ہیں۔" بیگم جمشید مسکرائیں۔

"ہائیں۔ بیگم۔ یہ تم نے وغیرہ کب سے پکانے شروع کر دیے؟"

"جب سے آپ نے باقاعدہ کھانا کھانا چھوڑ دیا۔ یہ وغیرہ اس لیے پکانا پڑتے ہیں کہ آپ جب بھی آئیں۔ آپ کے سامنے رکھے جا سکیں۔ ان کو گرم کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ یہ خراب ہوتے ہیں۔"

"ارے بھئی۔ آخر یہ وغیرہ ہیں کیا۔ پتا بھی تو چلے۔"

"ان کا تعلق کھانے سے ہے، دیکھنے سے نہیں۔"

"نہت۔ تو کیا۔ آنکھیں بند کر کے کھانے پڑیں گے۔" پروفیسر داؤد نے گھبرا کر کہا۔

"آپ غلط سمجھے۔ مطلب یہ کہ دیکھ کر آپ کچھ اندازہ نہیں لگا سکیں گے۔ کھا کر ہی ان کا ذائقہ یا ان کے بارے میں رائے بتا سکیں گے۔"

"تو ٹھیک ہے۔ آج تم صرف وغیرہ لاؤ۔"

میک اپ سے فارغ ہو کر وہ دستر خوان پر آئے۔ وہاں عجیب و غریب چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ دیکھنے میں کوئی خاص چیزیں نظر نہیں آ رہی تھیں، لیکن جب کہ

انھوں نے کھڑے ہو کر تھوڑی دیر تک پھر کچھ دیکھتے رہے — وہ [illegible]
جنگل قسم کی جھاڑیاں تھیں، لیکن اس قدر گھنی جھاڑیوں
نے بہت کم دکھائی دیتی تھیں۔

"لیکن جناب — ان کے نام کیا ہیں؟"

"پہلے تو میں ان جھاڑیوں کے نام کی تلاش میں تھا، لیکن
پتہ نہ چل سکا — مجھے دیر لگی، اس سلسلے میں تلاش کی
مدد لینی پڑی، کیونکہ یہ پودوں کے نام بہت مشکل ہیں —
لیکن اب ختم ہو گیا — میں ان جھاڑیوں کا نام آج تک بتا نہیں
سکا ہوں گا۔"

"اوہ، تو آپ ابھی [illegible] — اور پھر تیز رفتاری سے گھر سے
نکل گئے — اس بات کا امکان تھا کہ [illegible] دروازے کی
طرف کوئی نگرانی کرنے والا موجود ہو — لیکن اس طرف
کوئی نگرانی نہیں تھی — انھوں نے [illegible] کی اور وہ جھاڑیوں
میں چھپ کر تیمور عالم کی طرف روانہ ہو گئے — گویا یہ بات
انھوں نے پہلے ہی طے کرنے کا فیصلہ کیا تھا — کوٹھی کے سامنے
آ کر انھوں نے جھاڑیوں کو [illegible] کیا اور محمود کو اشارہ کیا
کہ دستک دے، وہ [illegible] آگے بڑھا، یہ [illegible]
[illegible] اس کے پیچھے [illegible] تھی — جلدی ہی تیمور عالم
کے ملازم نے دروازہ کھولا — یہ ملازم وہ نہیں تھا — جس کو

وہ پہلے دیکھ چکے تھے۔

"جی فرمائیے" اس نے کہا۔

"ہمیں تیمور عالم صاحب سے ملنا ہے — ہم ان کے
مہمان ہیں۔"

"مہمان ہیں؟"

"جی ہاں مہمان — اور ہم آپ کو کیا نظر آتے ہیں؟"
فاروق نے جل کر کہا۔

"جی — جی ہاں — مہمان ہی تو نظر آتے ہیں" اس نے
گھبرا کر کہا اور جلدی سے اندر چلا گیا۔

"اس کی [illegible] ہے — یہ نوکرانی ہے — نوکرانی نہیں"
نوکر" محمود نے دبی آواز میں کہا۔

"یہ آپ نے اچھا کیا — کام [illegible] سے [illegible]
ہے — جس میں کوئی نوکرانی کا [illegible] ہو جائے تو [illegible]
جائے گا — یا پھر [illegible] جلد آ جائے گا کہ یہ
نوکر اب نوکرانی ہی ہے" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن ابا جان — ہم تو [illegible] سب کے سب [illegible]
چاہتے ہیں — اور کیا آپ تیمور عالم صاحب کو بتا دیں گے کہ
آپ کون ہیں؟"

"نہیں — انھیں بھی نہیں بتایا جائے گا — وہ پھر [illegible]

www.urdufans.com

رازِ نہیں رہ جائے گا — وہ جادوگر تو اتنا چھلاوا ہے کہ پر لگا
لیا ہے — اس کی گھناؤنی ترین چال ہے — کہ آئی جی صاحب
کے بیٹے کو اغوا کر لیا ہے — اور اب آزادانہ پروگرام دکھا
رہے گا۔"

عین اس وقت ملازم نمودار ہوا اور بولا:

"ڈرائنگ روم میں تشریف رکھیے جناب — ویسے ان
کا کہنا ہے — ان کے ہاں تو کوئی مہمان نہیں آنے تھے۔"

"کیا بن بلائے مہمان نہیں آ سکتے؟"

"پتا نہیں۔"

"آپ کا نام؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"رفیق — لیکن آپ نے میرا نام کیوں پوچھا؟" اس نے
انہیں گھورا۔

"کیا نام پوچھنا یہاں جرم ہے؟" فاروق نے منہ بنایا۔

"جی نہیں — جرم تو خیر نہیں ہے۔"

"بھلا — تو بس پوچھ لیا۔"

وہ منہ بناتے ہوئے انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر چلا
گیا — چند منٹ بعد قدموں کی آواز سنائی دی اور تیمور عالم اندر
داخل ہوئے — انہوں نے حیرت بھری نظر ان پر ڈالی۔

"جی آپ لوگوں کو شاید ...

"ہو سکتا ہے — یہی بات ہو۔"

"پھر آپ نے اپنے آپ کو مہمان کس طرح کہہ دیا؟"

"اس لیے کہ ہم آپ کے ہاں واقعی کل تک مہمان بن
کر رہیں گے۔"

"لیکن آپ کے بارے میں مجھے معلوم تو ہو — آپ لوگ
کون ہیں؟"

"بن بلائے مہمان — بس آپ ہمارا یہی نام رکھ لیں۔"

"آپ کہاں سے آئے ہیں؟"

"اسی شہر سے — کل آپ کے ہاں کوئی جادوگر اپنے جادو
کا مظاہرہ کرنے والا ہے؟"

"ہاں! یہ بات تو ہے۔"

"بس! ہم اس کا کمال دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"اس کے لیے تو آپ کل بھی آ سکتے تھے۔" تیمور عالم نے
منہ بنایا۔

"ہاں! آ سکتے تھے، لیکن ..." یہ کہتے کہتے انسپکٹر جمشید رک
گئے اور غیر محسوس طور پر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھے،
وہ آواز پیدا کیے بغیر انتہائی تیزی سے دروازے پر پہنچے
تھے اور پھر ایک جھٹکے سے باہر نکل گئے — فوراً ہی وہ اندر
داخل ہوئے — انہوں نے رفیق کو کلائی سے پکڑ رکھا تھا۔

www.urdufans.com

www.urdufans.com

وہ اسے گھسیٹتے ہوئے اندر لائے اور جھٹکا دے کر گرا دیا۔

"یہ - یہ کیا کیا آپ نے؟"

"یہ ڈرائنگ روم کے دروازے سے لگا، اس کمرے میں ہونے والی بات چیت سن رہا تھا۔"

"لیکن کیوں؟" تیمور عالم کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ آپ اس سے پوچھیں - کیا آپ نے اسے یہ ہدایت کر رکھی ہے؟"

"نن - نہیں تو۔"

"تو پھر یہ یہاں ہونے والی گفتگو کیوں سن رہا تھا، اسے ایسی کیا ضرورت تھی؟"

"کیوں رفیق - تم بتاؤ۔"

"م - میں - میں - میں۔"

"بھئی - میں میں کرنے سے تو تم وجہ نہیں بتا سکو گے" فاروق نے پریشان ہو کر کہا۔

"اگر اجازت ہو تو میں اس کی مدد کروں" فرزانہ بولی۔

"کیا مطلب - تم اس کی مدد کرو گی" فاروق کہتے کہتے رک گیا۔

"ہاں! کیوں نہیں - مدد کر دینے میں کیا حرج ہے۔"

"کیوں جناب تیمور عالم صاحب - آپ کی طرف سے اجازت ہے" فرزانہ نے کہا۔

"ہاں! اجازت ہے" تیمور عالم نے رفیق کو گھورتے ہوئے کہا۔

فرزانہ اٹھ کر اس کی طرف بڑھی۔

"آپ - آپ کیا کرنا چاہتی ہیں؟" رفیق نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"کیا یہ نیا ملازم ہے؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہاں! ابھی کل ہی رکھا ہے۔"

"کل جب آپ کے ہاں دعوت تھی - اس وقت تو یہ نہیں تھا" خان رحمان بول اٹھے - آواز بدلنے میں بھی وہ پوری طرح کامیاب رہے تھے، لیکن سوال کمزور تھا۔

"آپ کو کیسے معلوم؟" تیمور عالم نے چونک کر کہا۔

"ہم اس دعوت میں بھی موجود تھے۔"

"کمال ہے - کیا آپ کل بھی بن بلائے مہمان کی حیثیت سے آئے تھے - اس صورت میں آپ اندر کس طرح داخل ہوئے تھے؟"

"وہ جادوگر کس طرح داخل ہوا تھا؟"

"وہ تو خیر اپنے جادو کے زور سے داخل ہوا تھا۔"

"تو ہم بھی اپنے جادو کے زور سے اندر داخل ہوئے

www.urdufans.com

ہوں گے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"کمال ہے ۔ حالانکہ ہم آپ کو باتوں باتوں میں بہت کچھ سمجھا چکے ہیں ۔ خیر وضاحت کرتا ہوں ۔ ہم اس جادوگر کے مخالف ہیں ۔ اور اس کے جادو کا توڑ کر کے اس کو ناکام بنانے کے چکر میں ہیں ۔ کیا آپ ہمیں ایسا کرنے کی اجازت دیں گے؟"

"اوہ ۔ اس طرح تو میرا خیال ہے ۔ اور لطف آئے گا۔" تیمور عالم بولے۔

"جی ہاں، بہت زیادہ ۔ آپ دیکھیے گا تو سہی۔"

"خیر ۔ آپ میرے مہمان ہیں۔" تیمور عالم نے گویا فیصلہ سنایا۔

"اب اس کا کیا کریں ۔ یہ اس جادوگر کا جاسوس معلوم ہوتا ہے ۔ تاکہ پہلے سے یہاں رہ کر معلومات حاصل کرتا رہے ۔ اور اس کے خلاف اگر یہاں کوئی کام ہوتا نظر آئے تو یہ اس کی خبر اسے کر دے۔"

"اوہ ۔ تو کیا یہ واقعی اس کا جاسوس ہے؟"

"ہاں جناب! میں ثابت کر سکتا ہوں۔" فرزانہ نے کہا۔

"ضرور کریں۔"

محمود اٹھا اور اس کی طرف بڑھا ۔ وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"نن ۔ نہیں ۔ تم مجھے ہاتھ تک نہیں لگاؤ گے۔"

"تو کیا تم خود میک اپ اتار کر دکھاؤ گے۔" فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا مطلب ۔ میک اپ۔" تیمور عالم چلائے۔

"جی ہاں میک اپ ۔ بلکہ جناب میک اپ کا مطلب تو بس میک اپ ہی ہوتا ہے۔"

"تت ۔ تو یہ میک اپ میں ہے؟"

"جی ہاں بالکل ۔ ابھی ہم دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیتے ہیں۔"

اچانک اس کے ہاتھ میں پستول نظر آیا:

"خبردار! کوئی میری طرف نہ بڑھے۔"

"ارے ارے ۔ یہ کیا؟" تیمور عالم گھبرا گئے۔

"میک اپ کا کمال کہیں ہے ۔ کہ پستول بھی نکل آیا۔" فاروق ہنسا۔

"اے مسٹر ۔ ذرا سوچ کر پستول چلانا ۔ کہیں گولی الٹ کر تمھی کو نہ لگ جائے ۔ آخر ہم لوگ بھی جادوگر ہیں اور جنگ کا مقابلہ کرنے آئے ہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"اوہ! یہ بات نہیں — یہ چونکے" تیمور عالم بولے۔

"پہلے بھی نام ہوگا — وہ اپنا نام مجھے یاد نہیں رہتا۔"

"اسے تو کیا تم [illegible] نہیں کو دیکھنے والا ہے" [illegible]
نے حیران ہو کر کہا۔

"انہیں سے تو کچھ نہیں کہا جا سکتا — نام پوچھنا [illegible]
ضرور ہے؟"

اچانک انہوں نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی۔
وہ شاید ایک ہی چھلانگ میں دروازے سے نکل جانا چاہتا
تھا۔ لیکن محمود فوراً اس کے راستے میں آ گئے — اس
طرف اپنی ٹانگ اس کے آگے کر دی — وہ الٹ کر گرا۔

"اے سرکاری ٹانگ کٹ گئی ہیں — یہ تو اچھے اچھے معاملے
میں اڑ جاتی ہے — آپ تو ہیں کیا چیز؟" فاروق نے شوخ
آواز میں کہا۔

پستول اس کے ہاتھ سے نکل کر چھٹتا ہوا دُور چلا گیا — [illegible]
[illegible] نے فوراً اس کو اٹھا لیا۔

"خبردار مسٹر — اب تم حرکت نہیں کرو گے" خان رحمان غرائے۔
وہ ساکت ہو گیا — فرزانہ نے اس کا نقاب اتار دیا۔

"اوہو — یہ تو" انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا [illegible] اپنے [illegible]
[illegible] وہ اسے نہیں پہچان سکتے تھے [illegible] وہ ان کے لیے اجنبی [illegible]

نہیں تھا — ایک پردہ سا جو ان پر پڑا تھا۔

"یہ تو کیا؟" تیمور عالم نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مطلب یہ کہ پہلا [illegible] تھا — یہ کوئی چال چلنا چاہتا ہوگا۔"

"تو یہ آپ کا چال چلنا چاہتا نہیں لگتا؟"

"اس بات کی کوئی اہمیت نہیں — اہمیت اس بات کی
ہے کہ یہ حضرت کون ہیں اور یہاں کیا کرنا چاہتے تھے —
اب انہیں پولیس کے حوالے کرنا چاہیے — اگر وہ اس سے
اگلوا سکیں۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

"اگر آپ اجازت دیں تو میں پولیس کو فون کر دوں انسپکٹر
جمشید" نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں — یہ کام میں کروں گا — میں یہ معاملہ انسپکٹر
جمشید کے حوالے کروں گا۔"

"جیسے آپ کی مرضی" انہوں نے کندھے اچکائے۔

تیمور عالم فون پر انہیں تلاش کرتے رہے، لیکن وہ
کہاں ملتے — وہ تو ان کے سامنے موجود تھے — آخر تنگ آ
کر انہوں نے کہا:

"اس وقت تو وہ مل نہیں رہے — فی الحال آپ اسے
پولیس کے حوالے کر دیں — بعد میں، میں انسپکٹر جمشید سے

بات کروں گا۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا اور فون کرنے لگے۔

فون پر انھوں نے اپنے ماتحتوں میں سے چند ایک کو ہدایات دیں اور ریسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا، آپ نے ان سے کہا تو کچھ بھی نہیں۔"

"پولیس میں میرے چند دوست ہیں — ان سے خفیہ الفا
میں بات کی ہے۔"

"لیکن اس کی کیا ضرورت تھی؟" انھوں نے الجھن کے عا
میں کہا۔

"ضرورت تھی — آپ ابھی ان باتوں کو نہیں سمجھ سکیں گے"
انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"تو پھر میں کب سمجھ سکوں گا — یہ بتا دیں۔" تیمور عالم کا
منہ بن گیا۔

"آپ برا مان گئے — خیر آپ کم از کم ان صاحب کو تو یہاں
سے جانے دیں، پھر ہم آپ کو بتائیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔" انھوں نے کندھے اچکا دیے۔

اور پھر دروازے کی گھنٹی بجی؛

"لیجیے — پولیس آ گئی — خیال رہے — وہ سادہ لباس میں ہو

گے — وہ نہایت خاموشی سے اس شخص کو لے جائیں گے — آپ ان سے کوئی بات نہ کیجیے گا۔"

"اچھا، نہیں کروں گا — دوسرا ملازم آج چھٹی پر ہے — زبیر اور اس کی بہنیں بھی سیر کے لیے گئے ہوئے ہیں — مجھے ہی دروازے پر جانا پڑے گا۔"

"نہیں، آپ تکلیف نہ کریں — میرے دوست اس شخص کو ان کے حوالے کر آئیں گے — خان صاحب آپ اسے لے جائیں — پستول ہاتھ میں رکھیں۔"

"بہت بہتر — تم فکر نہ کرو۔" خان رحمان نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

اور پھر وہ اسے لے کر باہر نکل گئے — اچانک انھوں نے خان رحمان کی چیخ سنی —

www.urdufans.com

کاغذات

www.urdufans.com

"آپ صرف آئی جی صاحب سے دلوا دیں۔" انھوں نے
بتایا۔ شاید انھیں ان کی بات پر اعتبار نہیں آیا تھا۔

"ابھی لیجیے۔" یہ کہہ کر انھوں نے آئی جی صاحب کو فون کیا۔ اور کوڈ ورڈ میں انھیں بتایا کہ وہ انسپکٹر جمشید ہیں اور اس وقت بدلی ہوئی آواز میں بات کرنے پر مجبور ہیں۔ اور یہ کہ وہ ان کی ضمانت تیمور عالم کو دے دیں۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔ ریسیور انھیں دے دو۔"

انھوں نے ریسیور تیمور عالم کی طرف بڑھا دیا۔ ایک تیز نظر ان پر ڈالتے ہوئے انھوں نے ریسیور لے لیا اور دوسری طرف کی بات سننے لگے، پھر ریسیور رکھ کر بولے:

"ٹھیک ہے۔ اب میرا اطمینان ہو گیا ہے۔ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"سب سے پہلے آلات کی تلاش۔"

آلات تلاش کرنے میں انھیں دو گھنٹے لگ گئے۔ فرزانہ ان سے آگے نکل گئی۔ اس نے تین جگہ سے تین آلات برآمد کیے۔ ان کو دیکھ کر تیمور عالم حیران رہ گئے۔ اور جب انھوں نے انھیں بتایا کہ یہ کیا ہیں اور کیا کام ہے ان کا تو وہ اور بھی حیران ہوئے۔

"اب آپ سمجھے۔ نہ صرف یہاں دفتر کو بھی [illegible]

بات چیت سننے کے لیے آلات بھی نصب کر دیے گئے تھے۔"

"لیکن میں اب تک نہیں سمجھا کہ یہ سب چکر کیا ہے۔"

"جی تو ہم معلوم کرنے کے چکر میں ہیں جناب۔" محمود نے فوراً کہا۔

"آپ کے ان صاحب زادے کا بات کرنے کا انداز بھی بہت پہچانا سا ہے۔" تیمور عالم نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"اچھا۔ کمال ہے۔" انسپکٹر جمشید فوراً بولے۔

"آپ لوگ یہاں کس لیے آئے ہیں؟" تیمور عالم نے کہا۔

"آپ کو جادو کے جال سے محفوظ رکھنے کے لیے۔" محمود نے فوراً کہا۔

"کیا وہ مجھے کسی جال میں پھانس لینا چاہتا ہے؟"

"اس بات کا بھی امکان ہے، لیکن ہو سکتا۔ معاملہ اس سے کہیں بڑا ہو۔ آپ کے پاس یہاں سرکاری کاغذات موجود ہیں نا؟"

"ہاں بالکل ہیں۔"

"کیا خبر۔ وہ ان پر ہاتھ صاف کرنے کے چکر میں ہو۔"

"ارے نہیں۔ کیا بات کرتے ہیں۔ وہ تو تمام وقت ہماری آنکھوں کے سامنے رہا ہے۔"

"لیکن اندر آپ کی بیٹی نے کسی شیطان کو دیکھا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ شیطان نہیں۔ شیطانی شکل والا ایک آدمی تھ[illegible]
اس جادوگر کا ساتھی۔ آپ سب کو باہر جادوگر اپنے [illegible]
کے ذریعے انتہائی مصروف رکھے ہوئے تھا اور اندر [illegible]
ساتھی اپنا کام کر رہا تھا۔ اس نے تجوری کے تالے کے [illegible]
اور تجوری کھول کر ہر چیز کا جائزہ لیا۔ ان چیزوں [illegible]
نشانات بنائے۔ اتفاق سے آپ کی بیٹی نے اسے دیکھ [illegible]
وہ اس سے ڈر گئیں۔ اور ادھر اس نے موقع پا کر [illegible]
ہونے کی کوشش کی۔ بیٹی کی چیخ سن کر آپ اس کے [illegible]
پہنچے تو وہ بے ہوش تھی۔ ہوش میں آنے پر اس نے [illegible]
اتنا بتایا کہ اس نے کسی شیطان کو دیکھا تھا چونکہ وہ [illegible]
آرٹسٹ ہے۔ اس کے ذہن میں شیطان کی ایک خاص [illegible]
بنی ہوئی تھی۔ لہٰذا اسے جب بالکل ویسی صورت [illegible]
آئی تو اس نے فوراً کہہ دیا کہ اس نے شیطان کو دیکھ [illegible]
محمود کہتا چلا گیا۔

"آپ کا مطلب ہے۔ وہ جادوگر یہاں کوئی [illegible]
کوئی واردات ضرور کرے گا۔ واردات کیا ہو گی [illegible]
کے بارے میں ابھی صحیح اندازہ لگانا ممکن نہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"تو پھر۔ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟"

"سب سے پہلے ان کاغذات کو محفوظ جگہ پر پہنچا دینا چاہتے ہیں۔"

"تب پھر میں ان کاغذات کو اپنے محکمے کے چیف کے حوالے کرنا پسند کروں گا۔ تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔"

"بانسری تو پھر بھی بجے گی جناب۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"وہ کیسے؟"

"اس طرح کہ وہ لوگ کاغذات وہاں سے اڑا لیں گے۔ اس طرح انھیں کیا فرق پڑ جائے گا۔"

"تو پھر آخر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"آپ وہ کاغذات میرے حوالے کر دیں۔"

"ہرگز نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں آپ لوگوں کو جانتا تک نہیں۔"

"کیا آئی جی صاحب آپ کا اطمینان نہیں کرا چکے؟"

"ہاں! کرا چکے ہیں، لیکن کاغذات کی حد تک نہیں۔"

"تو پھر اب کاغذات کی حد تک بھی اطمینان کر لیں۔"

انھوں نے مسکرا کر کہا اور ایک بار پھر آئی جی صاحب کو فون کیا۔ انھیں کوڈ میں بات بتائی۔ اور پھر ریسیور تیمور عالم

www.urdufans.com

www.urdufans.com

کر سکتا ہو؟"

"میں ان کی طرف سے پوری ذمے داری لیتا ہوں" محمود عالم
صاحب — "بلکہ اگر ہی آپ سے یہ کہوں کہ وہ کام کرنے کی
حفاظت کے خیال سے پہلے دے دیں تو بہر گز نہ دیجئے گا۔
لیکن انہیں آپ بے کھٹکے دے سکتے ہیں۔"

"آپ ہی لکھ گیا۔" محمود عالم بولے۔

"آپ کیا لکھ گئے؟"

"یہ کہ — یہ دراصل انسپکٹر جمشید ہیں۔"

"اچھے خیر — شاید یہی بات ہو گی — آپ ان کی ہر
بات مانتے چلے جائیں — اس جال سے نکلنے کی بس یہی
ایک صورت ہے۔"

"بہت بہتر۔" وہ بولے۔

"دیکھو، ذرا انہیں دیں۔"

محمود عالم نے دیکھو ان کی طرف بڑھا دیا — دوسری
طرف سے آئی جی صاحب بولے۔

"یہ تم لوگوں کی حقیقت تو اب جان ہی چکے ہیں، لہٰذا
اب کوئی اعتراض نہیں کریں گے، لیکن جمشید — کیا اس طرح
سے کام کر کے تم میرے بیٹے کے پیسے کچھ کر سکو گے؟"

"سر، اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اغوا کرنے والوں

کو کوئی چارہ گر سے ہے — اور چارہ گر کو پہلا ضرور آتا ہے —
لہٰذا اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں کہ ہم انہیں اس کے
استقبال کی تیاری کر دیں؟"

"ہوں — بات ٹھیک ہے — اچھا خیر — اللہ مالک ہے؟"

انھوں نے سرد آہ بھری۔

"آپ فکر نہ کریں — شہر میں اس تلاش کا کام بہت
تیزی سے جاری ہے — اور میرے خاص آدمی اس کام میں
سرگرمی کی پوری لگن سے ہوئے ہیں — مجرموں کو بھی اندازہ
تھا کہ ان کے خلاف کیا کیا اقدامات کیے جائیں گے —
لہٰذا انھوں نے بھی پوری تیاری کر رکھی تھی — اسی تیاری
کی وجہ سے ہی وہ عمران کو کسی ایسی جگہ چھپانے میں کامیاب
ہو گئے ہیں کہ ہم ابھی تک سراغ نہیں لگا سکے، لیکن
آپ فکر نہ کریں — سراغ ملے گا — ان شاء اللہ۔"

"اچھا — ٹھیک ہے۔"

ریسیور رکھ کر وہ ان کی طرف مڑے؛

"اب آپ کا معاملات میرے حوالے کر دیا — میں وقت
سے پہلے کا معاملات کو صاف کر دوں جگہ پہنچا دینا چاہتا ہوں۔"

"اب میں کچھ نہیں کہوں گا۔" وہ بولے اور انہیں ساتھ
لے کر اندرونی کمرے میں آ گئے — ان کے ساتھ ہی ...

www.urdufans.com

رکھوا اور کئی فائلیں ان کے حوالے کر دیں۔"

"ہم انھیں رکھ کر آتے ہیں — آپ یہیں رہیں گے۔ جادوگر کی طرف سے کوئی فون بھی تو آ سکتا ہے۔"

"جی ہاں — اچھا۔"

اور وہ اپنے ایک خفیہ ٹھکانے پر پہنچے — کاغذات کو وہاں محفوظ کیا اور واپس آ گئے — جونہی وہ اندر داخل ہوئے، فون کی گھنٹی بجی — تیمور عالم نے ریسیور اٹھا لیا اور بولے:

"کون صاحب؟"

"مہربانی فرما کر ریسیور انسپکٹر جمشید کو دے دیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"انسپکٹر جمشید — یہاں کہاں؟" ان کے منہ سے نکلا — وہ سب بھی چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔

"ہم جانتے ہیں — وہ سب میک اپ میں آپ کے ہاں موجود ہیں اور آپ سے کاغذات لے کر ایک جگہ رکھ کر ابھی آئے ہیں — وہ جگہ اب ہمارے قبضے میں ہے — لہٰذا آپ ریسیور انسپکٹر جمشید کو دے دیں۔"

تیمور عالم کا ہاتھ کانپ گیا — اس نے ریسیور فوراً ان کی طرف بڑھا دیا — انسپکٹر جمشید اس وقت تک حالات کی

نزاکت کو محسوس کر چکے تھے — لہٰذا ریسیور لیتے ہی بولے:

"انسپکٹر جمشید بات کر رہا ہوں۔"

"آخر ہم نے تمہیں بھی جال میں پھانس ہی لیا۔"

"وہ کیسے؟" انھوں نے پُرسکون آواز میں کہا۔

"یہ بات ہمیں شروع سے معلوم تھی کہ تم میک اپ میں تیمور عالم کے گھر ضرور جاؤ گے اور جادوگر کا وہاں خاتمہ کرو گے، لیکن ایک بے وقوفی کی امید ہرگز نہیں تھی۔"

"اور وہ کیا؟" انھوں نے پوچھا۔

"یعنی یہاں سے تمہاری موجودگی میں غائب ہوا — اس کے باوجود تم کاغذات یہاں سے نکال کر اس مقام تک لے گئے۔"

"تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے — ہمیں یہ کس طرح معلوم ہو سکتا تھا کہ [illegible] کو میری حقیقت کا علم ہے — یہ تو اب تمہارے فون سے معلوم ہوا۔"

"اچھا — ہمیں اس سے کیا — ہم تو اس وقت تمہیں یہ صورت حال بتانا چاہتے ہیں۔"

"جلد بتا دو۔"

"ہم وہ کاغذات یہاں سے حاصل کر رہے ہیں، کیونکہ وہ جگہ شہر سے باہر ہے — تنہا سی جگہ ہے — آسانی سے [illegible] کر سکیں گے — ہمیں روک سکتے ہو تو آ کر روک لو۔"

www.urdufans.com

"بس — یا کچھ اور؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"بس!" یہ کہہ کر دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا۔ فون پر ہونے والی یہ گفتگو سب نے سنی تھی، کیونکہ ا[...] سیٹ کی آواز پورے کمرے میں سنی جا سکتی تھی اور جب ہا[...] صرف ایک آدمی بھی سن سکتا تھا۔

"اب کیا خیال ہے دوستو؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تت — تو کیا — کاغذات گئے؟"

"کاغذات آپ میرے حوالے کر چکے — اب آپ کو ان[...] بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن جواب تو مجھ سے ہی طلب کیا جائے گا۔" ا[...] نے پریشان ہو کر کہا۔

"میں کہتا ہوں — نہیں کیا جائے گا — ہم آپ کے چیف کو بتا دیں گے کہ کاغذات ہم نے یہاں سے وصول کیے تھے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"مجھ سے غلطی ہو چکی ہے — مجھے چاہیے تھا — کاغذات آپ کے حوالے کرنے سے پہلے اپنے چیف صاحب سے اجازت لے لیتا۔" وہ بولے۔

"میں نے کہا نا — چیف صاحب آپ کو ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکیں گے۔"

"خیر — اچھا۔" انھوں نے کہا۔

"آؤ بھئی — ذرا اب ہم پھر وہاں جائیں گے — دیکھیں تو سہی — اس بار کے مجرم آخر ہم سے کیا چاہتے ہیں۔"

وہ اُٹھ کھڑے ہوئے — تیمور عالم اب کم فکر مند تھے، لیکن اس سے زیادہ دلاسا وہ انھیں اور کیا دیتے — اب ان کی گاڑی تیز رفتاری سے اس عمارت کی طرف رواں دواں ہو گئی۔

"ان لوگوں نے ہمارے استقبال کی پوری تیاری کر رکھی ہو گی ابا جان۔"

"ہاں بھئی — یہ تو ہے۔"

"جب کہ ہم تیاری کے بغیر جا رہے ہیں۔"

"تیاریوں میں اور وقت لگ جائے گا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کاغذات میرے ہاتھ سے نکلے جا رہے ہیں — اور آپ مسکرا رہے ہیں۔"

"تو اور کیا کروں — رونے سے کاغذات مل جائیں گے۔"

"اور آئی جی صاحب کے بیٹے بھی ہمیں مل سکے۔"

"ہمارا اس وقت کا جانا اسی کے لیے ہے — کاغذات کے لیے نہیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"کیا مطلب جمشید — یہ کیا بات ہوئی؟" پروفیسر داؤد نے حیران ہو کر پوچھا۔

www.urdufans.com

"مطلب یہ کہ کاغذات سے تو اسی وقت مجرم بلیک میل کیے جا سکیں گے — یہی تو اب عمران کے لیے کوشش کرنی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے — کاغذات گئے۔"

"کچھ نہیں کہا جا سکتا — ویسے ایک بات ثابت ہے۔ یہ دماغ عقل سے پیدل نہیں ہے — یہ کام سے پہلے اس کے لیے ساری منصوبہ بندی کرتا ہے — اب دیکھ لو — اسے معلوم تھا کہ ہم ایک آپ ہی مجبور ہو کر ان جائیں گے — گویا اس نے ہماری عادات، اطوار اور تفتیش کے انداز کا خوب مطالعہ کیا ہے اور پہلے سے اندازے قائم کر لیے ہیں کہ ہم کیا کچھ کریں گے ایسے مجرم سے نپٹنا آسان کام نہیں ہوتا۔"

"مجھے تو رہ رہ کر کاغذات کا خیال آ رہا ہے۔"

"اللہ کو یاد کرو — اللہ اگر چاہیں تو وہ لوگ کاغذات بھی حاصل نہیں کر سکیں گے۔"

"یا اللہ — دشمن کاغذات حاصل نہ کر سکیں اور عمران کو بھی ہم تلاش کر لیں۔" محمود نے دعا مانگی۔

"آمین!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

اور پھر وہ اس عمارت کے نزدیک پہنچ گئے۔ انسپکٹر جمشید نے عمارت سے کچھ فاصلے پر رکنے اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی۔ سیدھے عمارت

کے دروازے پر جا کر رکے۔

"بہت خوب! تو تم لوگ آ گئے۔" ایک آواز گونجی۔

"ہوتے کیا نہ کرتے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"یہ مجبوری ہم سے نہیں کھل رہی — اسی لیے تمہیں یہاں بلایا گیا ہے۔" اندر سے کسی نے کہا۔

"گویا آپ ابھی تک کاغذات حاصل نہیں کر سکے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"نہیں — لیکن عمارت پوری طرح ہمارے قبضے میں ہے اور تم لوگ بھی — بلکہ یہ پورا علاقہ اس وقت ہمارے قبضے میں ہے — فوج کو بلائیں گے، تب بھی یہ ہمارے قبضے میں رہے گا۔"

"اسی لیے تو میں کسی کو بھی ساتھ نہیں لایا — کوئی انتظام کر کے نہیں چلا۔"

"کیا مطلب — بھلا کس لیے؟"

"یہ عمارت بہت سوچ سمجھ کر یہاں بنوائی ہے میں نے — جس کے قبضے میں یہ عمارت ہو — وہ بے شمار دشمنوں کو شکست دے سکتا ہے — اور خود محفوظ رہے گا — ان حالات میں اپنے ساتھ میں فوج اور پولیس کو لا کر کیا کرتا۔" انھوں نے منہ بنایا۔

"لیکن جس طرح

www.urdufans.com

"اس کی بہت حفاظت ہے۔ ہم سے یہ نہیں کھل سکی۔ اٹھا…
ہو کر اس کو کھول دو۔"

"اور اگر میں نہ کھولوں؟"

"تو پھر عدالت میں عمران بھی موجود ہے۔"

"اوہ!" وہ دھک سے رہ گئے۔

"کیوں۔ ہو گئی سٹی گم؟"

"ہاں ہو گئی۔ لیکن ہم… اسے ڈھونڈ لیں گے۔"

"کس کو؟" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"سٹی کو۔ اور کس کو؟"

"چپ رہو۔ ورنہ سب سے پہلے ہم تمہارا کام تمام کر دیں گے۔" اندر سے غرا کر کہا گیا۔

"باپ رے۔ مجھ سے تو یہ کچھ زیادہ ہی ناراض ہو… ہوتے ہیں۔"

"ہاں تو انسپکٹر جمشید۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ …کاغذات یا عمران۔ اس میں ایک بات اور قابلِ غور ہے۔"

"اور وہ کیا مسٹر بوزا؟"

"تو تم نے جان لیا۔ کہ میں خود عدالت میں موجود ہوں۔"

"ہاں! اس قسم کی گفتگو مسٹر بوزا ہی کر سکتے ہیں۔" انہوں… طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہم آپ کو دس منٹ دیتے ہیں۔ صبح یہیں۔ فیصلہ کر لیں۔ یا تو آپ کاغذات ہمارے حوالے کر دیں اور عمران کو ہم سے لے لیں۔ یا پھر عمران کی زندگی ختم۔"

"نن۔ نہیں۔ پہلے عمران کی آواز سنائی جائے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ لو سنو۔"

اور پھر عمران کی آواز سنائی دی:

"انکل جمشید۔ یہ میں ہوں عمران۔ ان لوگوں نے مجھے بہت اچھی طرح رکھا ہوا ہے۔ لیکن جان سے مار دینے پر… لگ بہت سنجیدہ ہیں۔"

"میں سمجھتا ہوں میرے بچے۔ ذرا ٹھہرو۔ وقت کم ہے اور ہمیں ایک اہم فیصلہ کرنا ہے۔"

انہوں نے فوراً وائرلیس پر آئی جی صاحب سے رابطہ قائم کیا اور ساری صورتِ حال بتا کر بولے:

"اب فرمائیے۔ میں کیا کروں؟"

"کاغذات ان کے حوالے ہرگز نہ کرنا جمشید۔ یہ میرا حکم ہے۔"

"آپ جانتے ہیں۔ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"ہاں! جانتا ہوں۔ یہی نا۔ کہ وہ میرے بیٹے کو مار دیں گے۔"

"جی ہاں بالکل۔ وہ اس پر تلے ہوئے ہیں۔"

"تم انہیں ایسا کر لینے دو۔ فوری منگوا لو۔ کاغذات وہ بھی نہ جانے پائیں۔"

"تو میں کاغذات ان کے حوالے کیوں نہ کر دوں؟"

"ہرگز نہیں۔ یہ کام نہیں ہو گا جمشید۔" وہ بولے اور سلسلہ کاٹ دیا۔

ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ عجیب صورتحال سے دوچار تھے۔

یہ لو فائل

آخر انسپکٹر جمشید نے ان سے کہا:

"سنو دوستو! یہ ٹھیک ہے کہ عمران تم دونوں کے قبضے میں ہے۔ اور کاغذات اب تک میرے قبضے میں ہیں۔ تم کاغذات حاصل کرنے کے چکر میں ہو اور ہم چاہتے ہیں۔ تم دونوں کو کاغذات کی ہوا تک نہ لگے۔ میں نے فورس منگوائی ہے۔ چند منٹ کے اندر اندر یہاں بے تحاشہ فورس موجود ہو گی۔ اس عمارت میں محفوظ رہنے کے کچھ طریقے ہیں، فرار ہونے کے بھی کچھ راستے ہیں، لیکن نہ تو تم ان طریقوں سے واقف ہو اور نہ ان راستوں سے۔ یہ عمارت میں نے بنوائی تھی۔ لہٰذا اس سے میں ہی زیادہ واقف ہو سکتا ہوں۔ آئی جی صاحب نے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔ کہ تم ان کے بیٹے کو مارتے ہو تو مار دو، لیکن کاغذات تمہارے حوالے نہیں کیے جائیں گے۔ جانتے ہو۔ اس کا

www.urdufans.com

کیا مطلب ہے — تم عمران کو ہلاک کر دو گے، لیکن خود بچ کر نہیں جا سکو گے — اب فیصلہ کرنا تمھارا کام ہے؟ کہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔

"ہم بھی فیصلہ کر چکے ہیں — ہم بچتے ہیں یا نہیں، یہ بعد کی بات ہے، عمران کو زندہ نہیں چھوڑیں گے؟ اندر سے بلند آواز میں کہا گیا۔

"اچھی بات ہے — میں کاغذات تم لوگوں کے حوالے کرنے کے لیے تیار ہوں، لیکن اس کے لیے مجھے اندر آنا ہو گا؟ انھوں نے کچھ سوچ کر کہا۔

"یہ — یہ آپ نے کیا کر دیا ابا جان؟"

"بھئی اور ہم کیا کر سکتے ہیں؟" وہ بولے۔

"ٹھیک ہے — آپ اندر آ سکتے ہیں — لیکن اکیلے؟"

"ٹھیک ہے — میں اکیلا آ رہا ہوں — خیال رہے — پہلے تم عمران کو باہر بھیجو گے — اس کے بعد میں کاغذات تم لوگوں کے حوالے کروں گا؟"

"کیا مطلب؟" اندر سے چونک کر کہا گیا۔

"مطلب یہ کہ فائل میں بعد میں تم لوگوں کے حوالے کروں گا؟"

"نہیں — یہ سودا منظور نہیں — ہم آپ سے واقف

ہیں — عمران کو باہر بھیج کر تم صاف کر دو گے — جاؤ نہیں ملتے کاغذات — جو کرنا ہے، کر لو — آپ تو اس وقت پھنسے ہوئے ہی عمران کی وجہ سے ہیں؟"

"ہوں! تو پھر — میں ایک اور تجویز پیش کرتا ہوں؟"

"اور وہ کیا؟"

"میں سیف میں سے کاغذات نکال کر فائل اس وقت تک اپنے ہاتھوں میں رکھوں گا، جب تک کہ تم لوگ عمران کو عمارت سے باہر نہیں نکال دو گے؟"

"چلیے ٹھیک ہے — یہ بات منظور ہے؟" اندر سے کہا گیا۔

"اچھی بات ہے — میں آ رہا ہوں؟"

"ابا جان! آپ نے ایک بہت اچھا فیصلہ کیا ہے، لیکن اس میں یہ خطرہ موجود ہے کہ کاغذات ان کے ہاتھ لگ جائیں؟" فرزانہ نے بے چین ہو کر کہا۔

"تم باہر رہ کر میرے لیے اور عمران کے لیے دعا کرو گے اور فوراً آ جانے تو عمارت سے نکلنے والے تمام خفیہ راستوں پر اور اس عمارت کے ارد گرد انھیں مقرر کر دو گے؟" انھوں نے حکم دیا۔

"یہ کام تو خیر ہم کریں گے؟"

"دوسری بات یہ کہ اگر میں باہر نہ آؤں تو بچ کر ان

www.urdufans.com

میں سے بھی کوئی نہ جائے۔"

"ایسا ہی ہوگا ابا جان۔" محمود نے غمگین لہجے میں کہا۔

"کیا سوچنے لگے آپ — ڈر تو نہیں لگ رہا۔"

"نہیں — میں آ رہا ہوں۔" وہ بولے اور انھیں اللہ حافظ کہہ کر آگے بڑھے:

"اللہ حافظ۔" ان سب نے کہا۔

چند سیکنڈ میں وہ عمارت کے دروازے پر پہنچ گئے — دروازہ کھلا اور انھیں اندر کھینچ لیا گیا — جلد ہی ان کے چاروں طرف رائفلیں اٹھی نظر آئیں:

"یہ کیا بھئی؟"

"پہلے آپ کی تلاشی لی جائے گی — آپ کے پاس کوئی ہتھیار نہیں رہنے دیا جائے گا۔"

"عقل مندو — میں ہتھیار لے کر نہیں آیا۔" وہ مسکرائے۔

"ہم اپنا اطمینان تو کریں گے جناب۔"

"ضرور کرو۔" انھوں نے منہ بنایا۔

جب وہ اطمینان کر چکے تو انھیں اندر لے جایا گیا — صحن میں عمران بندھا پڑا تھا:

"اب آپ سیف میں سے کاغذات نکال لیں — ہم عمران کی رسیاں کاٹ دیتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" یہ کہہ کر وہ عمران سے بولے:

"ان لوگوں نے کوئی زیادتی تو نہیں کی؟"

"نہیں انکل — آپ کا بہت بہت شکریہ — آپ نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر میری جان بچائی ہے۔"

"کوئی بات نہیں بھئی۔"

انھوں نے مسکرا کر کہا اور سیف والے کمرے میں چلے گئے، قریباً دس مسلح آدمی ان کے ساتھ ساتھ تھے — آخر انھوں نے نمبر ملا کر سیف کو کھولا اور اس میں سے ایک موٹی فائل نکال لی، پھر وہ سیف کو سینے سے لگائے صحن کی طرف آئے:

"اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ یہ وہی فائل ہے۔"

"اس سیف میں اس کے علاوہ کوئی اور فائل اس وقت ہے ہی نہیں — آپ کو سیف کھول کر چیک کرا سکتا ہوں۔"

"بالکل — آپ کو ایسا کرنا ہوگا۔"

"آئیے۔" انھوں نے منہ بنایا۔

وہ انھیں ساتھ لے کر پھر تجوری کی طرف آئے — اس کو کھولا اور اندر کے تمام خفیہ خانے کھول دیے:

"لیجیے — اچھی طرح چیک کر لیں۔"

"ہو سکتا ہے — اس میں کوئی اور بھی خانہ ہو۔"

"اور میرا دعویٰ ہے کہ کوئی اور خانہ نہیں ہے — آپ ثابت

کر دیں — بجوری کے کسی ماہر کو بلوا لیں۔"

"خیر — ہم اتنا لمبا انتظار نہیں کر سکتے — آپ کی بات پر ہی یقین کرنا ہوگا۔"

"تو پھر اب عمران صاحب کو جانے دیں۔"

"تم جا سکتے ہو بھئی۔" عمارت میں موجود مجرموں کے انچارج نے کہا۔

"انکل! یہ کیسی صورت حال ہے — میرا جانے کو بالکل جی نہیں چاہ رہا۔"

"جائیں بھئی — وقت ضائع نہ کریں۔"

عمران نے ان پر ایک نظر ڈالی — اس کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے، پھر وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور باہر کی طرف چلا گیا۔

"اب انسپکٹر جمشید — آپ کیا کہتے ہیں؟"

"ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا — پہلے میں عمران کی اپنے لوگوں میں پہنچنے کی خبر سن لوں۔"

"ضرور، کیوں نہیں۔"

ایک منٹ بعد آواز گونجی۔

"سر! ماسٹر عمران یہاں پہنچ گئے ہیں۔"

"انھیں اسی وقت ایک بند گاڑی میں گھر کی طرف روانہ

کر دو۔" انھوں نے کہا۔

"او کے سر — اس عمارت کو فورس پوری طرح گھیرے میں لے چکی ہے۔"

"ہوں — ٹھیک ہے — میرے ساتھ چاہے کچھ بھی ہے، تم میری ہدایات کے مطابق عمل کرو گے۔"

"انکل خان رحمان بھی آ گئے ہیں۔"

"فورس کی کمان خان رحمان کے ہاتھ میں دے دی جائے، پروفیسر داؤد کو بھی شہر بھیج دیا جائے — عمران کے ساتھ ہی بھیج دیں۔"

"ہرگز نہیں جمشید — میں نہیں جاؤں گا۔" وہ چلائے۔

"ملک اور قوم کو آپ کی بہت ضرورت ہے۔"

"میرا خیال ہے — ایجادات کی حد تک میں اپنا کام مکمل کر چکا ہوں۔"

"اس کے باوجود — آپ چلے جائیں — یہ میری درخواست ہے آپ سے۔"

"درخواست منظور۔" وہ بولے۔

"اچھا اکرام — تم عمران کو تو بھیج دو۔"

اسی وقت ایک گاڑی عمران کو لے کر روانہ ہو گئی۔

"اب کیا پروگرام ہے؟" انچارج نے کہا۔

www.urdufans.com

"ابھی عمران زیادہ دور نہیں گیا۔"

"کیا آپ چاہتے ہیں۔ وہ پہلے گھر پہنچے۔ پھر فائل کو ہمارے حوالے کریں گے۔"

"نہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ وہ کم از کم شہری حدود میں داخل ہو جائے۔"

"لیکن بھلا اب ہم اس کے خلاف کوئی کارروائی کیوں کرنے لگے۔ فائل تو اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔"

"ہاں! میں جانتا ہوں۔ اس کے باوجود آپ کو کچھ انتظار کرنا ہو گا۔"

کچھ دیر بعد انھوں نے بلند آواز میں پوچھا:

"ہاں بھئی۔ عمران کی کیا پوزیشن ہے؟"

"شہری حدود میں داخل ہو چکے ہیں۔"

"بہت خوب۔ دوستو۔ اب میری اور تمھاری باتیں ہو جائیں۔" انسپکٹر جمشید نے خوش گوار انداز میں کہا۔

"ہاں ضرور۔"

"اس عمارت میں تم کل کتنے ہو گے؟"

"پچاس آدمی تو ہیں ہی۔"

"بہت خوب۔ یہ لو فائل۔"

انھوں نے یہ کہہ کر فائل ان کے سامنے گرا دی اور بولے:

"کیا اب میں اپنے ساتھیوں میں جا سکتا ہوں؟"

"نہیں۔ پہلے ہم فائل کو چیک کریں گے۔"

"بڑی خوشی سے چیک کریں۔" وہ مسکرائے۔

انچارج نے فائل اٹھا لی۔ اس کو کھولا اور پھر بری طرح اچھلا:

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا؟"

"کیا ہوا استاد؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"یہ۔ یہ تو بالکل سادہ فائل ہے۔ میرا مطلب ہے۔ اس فائل میں کورے کاغذات کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

"کیا!!!" اس کے سب ساتھی چلا اٹھے۔

"ہاں! میں غلط نہیں کہہ رہا۔"

"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم نے انسپکٹر جمشید کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھی تھی۔ اور باس کے منصوبے کے عین مطابق ہر بات پر عمل کیا ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ..."

"کہو تو میں وضاحت کر دوں۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"چلیے آپ وضاحت کر دیں۔"

"تیمور عالم کے ہاں جب جادوگر نے اپنے کمالات دکھائے

اور اور شیطانی چہرہ ان کی بیٹی کو نظر آیا تو میں سمجھ گیا کہ
کوئی چکر چلایا جانے والا ہے — میں نے اسی وقت
غور کرنا شروع کر دیا تھا — اور آخر میں اس چکر سے
کو سمجھ گیا:

"پورا منصوبہ سمجھ گئے — آخر کیسے؟"

"میں سمجھ گیا کہ سارا ڈراما تیمور عالم کے گھر میں موجود
کاغذات کو چرانے کے سلسلے میں کھیلا جا رہا ہے، لہٰذا
نے اسی وقت سے ان کی حفاظت کی تیاری شروع کر دی
میں نے ہر لحاظ سے غور کیا کہ دشمن کا منصوبہ کیا ہو سکتا
اور جواب میں ہمیں کیا کرنا ہوگا — میں نے ساری تیاری
تو مکمل کر لی — ایک یہ بات میرے وہم و گمان میں
نہیں تھی کہ آئی جی صاحب کے بیٹے کو اغوا کرنے کا
بھی بنایا جا چکا ہے — یہ وار ضرور بہت کاری تھا اور
دیر کے لیے میں پریشان ہو گیا تھا، لیکن ایک اطمینان پھر
تھا:" وہ یہاں تک کہہ کر رک گئے۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ — کاغذات کم از کم تم لوگوں کے ہاتھ نہیں
لگنے دوں گا:"

"لیکن آپ تیمور عالم کی کوٹھی سے کاغذات

وقت تک آ گئے ہیں — ہمارے آلات نے ہمیں یہ بتایا ہے:"

"ان! یہ ٹھیک ہے — دراصل میں فرضی کام ایک بھی نہیں
کرتا — ہر کام پوری منصوبہ بندی سے کرتا ہوں — میں اپنے گھر
سے جب روانہ ہوا تو میرے بیٹے کے ساتھ یہ فائل بندھی
تھی — تیمور عالم کے گھر میں جا کر میں نے ان سے بیلٹ کھلوائی
اور وہ فائل وہاں سے نکال لی — اسے بیٹے کے ساتھ باندھا اور
بیٹے سے بندھی ہوئی فائل ہاتھ میں لے کر باہر نکل آیا —
سرکاری گاڑی میں بیٹھ کر پھر ہم لوگ اس عمارت میں آ گئے،
لیکن یہ بات میں نے اپنے ساتھیوں کو بھی نہیں بتائی تھی کہ
فائل نقلی ہے — دراصل یہ بات میں نے شروع میں ہی
محسوس کر لی تھی کہ سائنسی آلات سے اس کیس میں بہت
زیادہ کام لیا جا رہا ہے — مطلب یہ کہ میرے گھر میں
ہونے والی بات چیت بھی سنی جا رہی ہے — اور آئی جی صاحب
کے گھر میں ہونے والی بات چیت بھی — مطلب یہ
کہ دشمنوں نے اپنا جال پوری طرح پھیلا رکھا ہے — ان
حالات میں میں اصل فائل یہاں کس طرح چھوڑ سکتا تھا —
وہ تو اگر تم لوگ آئی جی صاحب کے بیٹے کو اغوا نہ
کرتے تو ہم لوگ یہاں آتے ہی نہ — اور اس صورت میں
یہ تجوری بھی تم سے کھل جاتی — تم فائل دیکھ کر نکل بھاگتے

www.urdufans.com

اور اور ایمانی چہرہ ان کی ذہن کو نظر کیا تو میں کچھ سمجھ [illegible]
کوئی چکر چلایا جانے والا ہے۔ میں نے اسی وقت
غور کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور آخر میں اس نتیجے پر
پہنچ گیا۔

"کیا مطلب، سمجھ گئے۔ آخر کیسے؟"

"میں سمجھ گیا کہ ہمارا ڈرامہ محمود عالم کے گھر میں [illegible]
کاغذات کو چھوڑنے کے سلسلے میں کھیلا جا رہا ہے۔ [illegible]
نے اسی وقت سے ان کی حفاظت کی تیاری شروع کر دی
میں نے ہر لحاظ سے غور کیا کہ دشمن کا منصوبہ کیا ہو
اور جواب میں انہیں کیا کرنا ہوگا۔ میں نے ساری [illegible]
تو مکمل کر لی۔ ایک یہ بات میرے وہم و گمان میں
نہیں تھی کہ آئی جی صاحب کے بیٹے کو اغوا کرنے کا [illegible]
بھی بنایا جا چکا ہے۔ یہ واقعہ ضرور بہت کاری تھا اور [illegible]
[illegible] میں پریشان ہو گیا تھا، لیکن ایک اطمینان [illegible]
تھا۔" وہ یہاں تک کہہ کر رک گئے۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ کاغذات کم از کم تم لوگوں کے ہاتھ نہیں
لگے ہوں گے۔"

"لیکن آپ محمود عالم کی کوٹھی سے کاغذات لے کر اس [illegible]

[illegible] آسکے ہیں۔ [illegible] کاغذات [illegible]

"ان [illegible] ٹھیک ہے۔ دراصل [illegible]
ہیں۔ چنانچہ ہم پوری منصوبہ بندی سے [illegible]
سے جب [illegible]
تھی۔ محمود عالم کے گھر میں [illegible]
اور وہ فائل وہاں سے نکال لی۔ [illegible]
پہلے سے [illegible] فائل [illegible]
سرکاری گاڑی میں بیٹھ کر چونکہ ہم لوگ اس حالت میں آسکے۔
لیکن یہ بات میں نے اپنے ساتھیوں کو بھی نہیں بتائی تھی کہ
فائل نقلی ہے۔ دراصل یہ بات میں نے شروع میں ہی
محسوس کر لی تھی کہ سائنسی آلات سے اس کام میں بہت
زیادہ کام لیا جا رہا ہے۔ مطلب یہ کہ ہمارے گھر میں
ہونے والی بات چیت بھی سنی جا رہی ہے۔ اور آئی جی صاحب
کے کمرے میں ہونے والی بات چیت بھی۔ مطلب یہ
کہ دشمنوں نے اپنا جال پوری طرح پھیلا رکھا ہے۔ ان
حالات میں میں اصل فائل یہاں کس طرح چھوڑ سکتا تھا۔
وہ تو اگر تم لوگ آئی جی صاحب کے بیٹے کو اغوا نہ
کرتے تو ہم لوگ یہاں آتے بھی نہ، اور اس صورت میں
یہ گاڑی بھی تم سے نکل جاتی۔ تم فائل دیکھ کر [illegible]

"اور بس۔۔۔" انسپکٹر جنید یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے۔

"اب سوال یہ ہے کہ اصل قاتل کہاں ہے؟"

"عمران اب تک گھر پہنچ چکا ہو گا۔" انسپکٹر جنید مسکرائے [illegible]

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔"

"تو پھر کیا ہے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ عمران چونکہ اب تک گھر پہنچ چکا ہو گا، اس لیے مجھے [illegible] دشمنوں کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ اب قاتل تم دونوں کو [illegible] مل سکتی۔ جادوگر کا پروگرام۔ اوہ نہیں۔ جادوگر کا نہیں [illegible] کا پروگرام بُری طرح ناکام ہو چکا ہے۔"

"انسپکٹر جنید۔ آپ بالکل غلط کہہ رہے ہیں۔ آپ [illegible] ہوتا کو نہیں جانتے۔"

"اچھا، اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو صحیح بات کیا ہے؟"

"یہ کہ عمران ہرگز گھر نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک کہ قاتل ہمارے حوالے نہ کر دی جائے۔ نقلی قاتل نہیں، اصلی قاتل کیا سمجھے۔"

"اس بات کا کیا ثبوت ہے؟" انسپکٹر جنید مسکرائے۔

"ابھی فون آئے گا اور آپ فون پر عمران سے بات کر سکیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ کریں گے۔ قاتل پھر بھی آپ کو نہیں ملے گی۔"

[illegible] "وہ یہ ہے۔ صورت حال تو جوں کی توں رہی۔ مگر عمران ہمارے قبضے میں ہے۔"

[illegible] "آئی جی صاحب مجھے حکم دے چکے ہیں۔ اس کے بجائے کہ بچے کو بدل دیا جائے۔ قاتل دے دی جائے۔"

"سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ قاتل کہاں ہے؟"

"اب یہ راز میرے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ اور مجھے تو دیکھ ہی رہے ہو۔ [illegible] کا پروگرام بنا چکے ہو۔" انسپکٹر جنید عجیب انداز میں مسکرائے۔

"کیا مطلب۔ یعنی ہم آپ کو بھی نہیں لے جا سکتے۔ کیونکہ قاتل کے بارے میں صرف آپ کو معلوم ہے۔"

"ہاں۔ بالکل۔ اب کیا خیال ہے۔ میں ایک دو [illegible] قہقہے لگا دوں۔ لیکن نہیں۔ میں قہقہے نہیں لگاؤں گا کیونکہ [illegible] ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔"

"یہ کیا بات لے بیٹھے۔" اس نے منہ بنایا۔

"معلوم ہوا۔ تم ضرور اسلام دشمن ہو۔"

"اسلام دشمن نہ ہوتے تو یہاں ہرگز نظر نہ آتے۔" اس [illegible] نے فخر کے انداز میں کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے؟"

www.urdufans.com

"ہم آپ کو اگر مار نہیں سکتے تو اپنے قبضے میں تو ر
سکتے ہیں۔"

"اور یہ عمارت جو فوج کے گھیرے میں ہے۔"

"اس گھیرے کو توڑنا ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔"

یہ کہ کر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا:

"انھیں باندھ دو۔"

دس آدمیوں نے رائفلیں رکھ دیں اور رسی کا ایک گولا لے
کر ان کی طرف بڑھے۔

"مشکل ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مشکل ہے؟" انچارج نے جھلا کر کہا۔

"یہ کہ یہ دس آدمی مجھے باندھ لیں۔"

"دیکھا تم نے — یہ حضرت کیا کہ رہے ہیں۔"

"ہاں استاد — تم فکر نہ کرو۔" ان میں سے ایک بولا۔

"فکر تو ہمیں کرنا ہو گی — آخر ہم لوڈا کو کیا جواب
دیں گے۔"

"اس ناکامی میں ہمارا کوئی قصور نہیں — تمام لوڈا کے
منصوبے میں رہ گئی ہے۔"

"لیکن اگر عمران باس کے ہاتھ میں ہے، تب ہم
انسپکٹر جمشید کو مجبور کر سکتے ہیں۔"

ابھی تک باس کی طرف سے بھی تو کوئی اطلاع نہیں
ئی۔ جب کہ پروگرام یہی تھا کہ اگر انسپکٹر جمشید عمران کو
آزاد کرانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر وہ عمران
کو نئے سرے سے اغوا کر کے یہاں فون کریں گے — لیکن
ابھی تک فون نہیں آیا۔"

"ہوں — خیر — فی الحال انسپکٹر جمشید کو رسیوں سے
باندھنا ضروری ہے۔"

"فوج عمارت کے نزدیک آتی جا رہی ہے — بلکہ آ چکی
ہے — تم اپنی فکر کرو۔"

"یہ انسپکٹر جمشید کی چالاکی ہے — فوج عمارت کے نزدیک
نہیں آ سکتی۔"

"وہ اس حد تک نزدیک آ چکے ہیں کہ تم سوچ بھی
نہیں سکتے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آپ ذرا ان کے بیان کی تصدیق تو کر لیں۔"

"اچھی بات ہے۔" انچارج نے کہا اور کھڑکی کی طرف
گیا — واپس پلٹا تو اس کے چہرے پر طنز کے آثار تھے،
اس نے کہا:

"وہ تو وہیں کھڑے ہیں — جوں کے توں۔"

"آپ کی اطلاع بالکل غلط ہے — مجھے باندھنے کے بجا

www.urdufans.com

بھی تمہارے آدمی رائفلیں بھی ہاتھ سے رکھ چکے ہیں۔
تو پھر — وہ رائفلیں کہاں ہیں؟
انچارج اور اس کے ساتھی اچھل پڑے — رائفلیں
نہیں تھیں جہاں انہوں نے رکھی تھیں —

خوفناک خبر

"یہ — یہ — یہ کیا بات ہوئی — وہ رائفلیں کہاں گئیں؟"

"اب بھی اگر بات سمجھ میں نہیں آئی تو سن لو مسٹر انچارج — تم نے اس عمارت کا رُخ کر کے زبردست غلطی کی تھی — یہ عمارت میں نے بنوائی ہوئی ہے — اس کے رازوں کو صرف میں یا میرے بچے جانتے ہیں — یہ عمارت تو پوری فوج کا منہ پھیر دینے کے لیے کافی ہے — اس پر اگر دشمن کا قبضہ ہو جائے تو بھی ہم ہی کامیاب ہوں گے — جیسا کہ اس وقت تم دیکھ رہے ہو — وہ رائفلیں یہاں نہیں ہیں — بلکہ — باقی لوگوں کے پاس جو پستول وغیرہ تھے — وہ بھی ان کے پاس اب نہیں ہیں — گویا ہم نے پہلے سے مقابلے کی پوری تیاری کر رکھی تھی — کیونکہ میں یہ بات جانتا تھا — کہ تم لوگ یہاں آؤ گے — پھر یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ میں یہاں کوئی انتظام نہ کروں — دیکھ لو کیسا

www.urdufans.com

اعظم کیا ہے تمہارا؟"

وہ تھکے ہی آ گئے — یہ بات ان کی سمجھ میں [illegible] رہی تھی کہ وہ آنکھیں کس طرح غائب ہو گئیں۔

"خیر کوئی بات نہیں — مگر انسپکٹر غائب ہے تو [illegible] ہم تعداد میں پچاس ہیں اور پچاس آدمی ایک ہی وقت [illegible] میں اگر آپ پر حملہ آور ہو جائیں تو آپ کا کیا بنے گا"

"کچھ بھی نہیں — یہ بھی کر کے دیکھ لو — [illegible] تو تم پچاس کے پچاس پوری کوشش کے باوجود مجھے ہاتھ تک نہیں لگا سکتے — لیکن میں یہ تماشا دکھانے کی [illegible] یہ کہوں گا کہ تم پچاسوں کے پچاس کو شکست کا مزہ چکھا دوں"

"خام خیالی ہے — پچاس ایک کے مقابلے میں [illegible] زیادہ ہیں۔"

"اسلامی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ایک مسلمان کے مقابلے میں ایک ہزار آدمی بھی بعض جنگوں میں موجود تھے [illegible] فتح اسلام کی ہوئی۔"

"میں ان باتوں کے موڈ میں نہیں ہوں — مجھ سے تو [illegible] صورت حال کے بارے میں بات کریں۔"

"وہ تم لوگوں کے سامنے ہے۔"

"چلو بھئی — انہیں پکڑ لو — سب ٹوٹ پڑو — بس اتنا

خیال ہے — وہ حیرت جان سے نہ مر جائیں — بے ہوش ہوتے ہی ہو جائیں۔"

چاروں طرف سے پچاس کے قریب آدمی ان پر ٹوٹ پڑے — وہ نہایت صفائی سے ان کے نرغے سے نکل گئے اور نکلتے نکلتے دو چار ہاتھ اور لاتیں ان کے رسید کر گئے۔

"پھر حملہ کرو دوستو — بہت مزا آئے گا" انسپکٹر جمشید بولے۔

انہوں نے غصے سے منہ بنائے اور ایک بار پھر حملہ آور ہوئے — لیکن انسپکٹر جمشید نے اس بار اونچی چھلانگ لگائی — اور ان کے درمیان سے نکل کر دور جا کھڑے ہوئے — ایسے میں انچارج ان کی زد پر آ گیا — انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ — اس کے پیٹ میں ایک لات دے ماری — وہ لڑکھڑایا اور اوندھے منہ گرا۔

انچارج کا یہ انجام دیکھ کر باقی ٹھٹک گئے — اور ڈرے ڈرے انداز میں انسپکٹر جمشید کا مقابلہ کرنے لگے — ان کے خوف سے انہوں نے اور بھی فائدہ اٹھایا اور لگے تابڑ توڑ حملے کرنے — جلد ہی وہ سب ڈھیر ہو گئے۔

"کمال ہے — ہم پچاس آدمی ایک آدمی کا مقابلہ نہیں کر سکے" انچارج بڑبڑایا۔

"ایسا بھی ہوتا ہے" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا اور پھر

www.urdufans.com

چاہیے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا اور وائرلیس پر آئی جی صاحب سے رابطہ قائم کیا۔

"ہاں جمشید — عمران پہنچ گیا ہے، لیکن بہت خوف زدہ ہے۔"

"اچھے سے ڈاکٹر کی خدمات حاصل کریں — اور ہاں نگرانی کے لیے سادہ لباس والے مقرر کر دیں — ابھی ہم خطرے میں ہیں، کیونکہ کاغذات ان کے ہاتھ نہیں لگ سکے اور بوڑھا گرفتار نہیں ہو سکا — لہٰذا وہ زخمی سانپ کی طرح بل کھا رہا ہو گا — ضرور کوئی قدم اٹھائے گا۔"

"تم فکر نہ کرو — عمران کو اب بہت حفاظت سے رکھا گیا ہے — بوڑھا یہاں نہیں آ سکتا — ویسے جمشید، کیا یہ سارا چکر صرف کاغذات چرانے کے لیے تھا؟"

"اب تک کے واقعات تو یہی اشارہ کر رہے ہیں — سوال یہ ہے کہ ان کاغذات کی اہمیت کیا ہے؟"

"وزارتِ خارجہ جانے — ہم نے ان کا مطالعہ نہیں کیا — ان کا کہنا ہے کہ بہت زیادہ اہم ہیں، ہمارے لیے اتنی ہی بات کافی ہے — ایک منٹ جمشید — کوئی ضروری پیغام آ رہا ہے — میں ذرا وہ سن لوں — تم ابھی سیٹ پر ہی موجود رہنا۔"

"جی بہتر!" انھوں نے کہا اور سب پر ایک نظر ڈالی۔

بلند آواز میں کہا:

"تم سب اندر آ گئے ہو بھئی — میدان اب اللہ کی مہر
سے میرے ہاتھ میں ہے۔"

"اوہ — بہت خوب!" باہر سے فاروق کی آواز سنائی دی
پھر وہ سب عمارت میں جمع ہو گئے، انسپکٹر جمشید
اندر پیش آنے والے حالات کہہ سنائے —

"سوال یہ ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟" فرزانہ بولی۔

"کھڑے نہیں — بیٹھے ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"ہم کوئی کام کی بات کرنے میں کامیاب ہو جائیں
سے دیکھا نہیں جاتا کیا؟" محمود نے جل کر کہا۔

"دیکھتا بھی ہوں اور سنتا بھی ہوں — اس لیے کہ اندھا
بہرہ نہیں ہوں۔"

"ہوں! جادوگر اور بوڑھا غائب ہیں — اصل مجرم یہی ہیں
جب تک یہ گرفتار نہیں ہو جاتے — ہم فارغ نہیں ہوں گے
انسپکٹر جمشید نے جلدی سے کہا۔

"ان کے گرفتار ہونے پر بھی ہم فارغ نہیں ہوں گے
کوئی اور کیس شروع ہو جائے گا۔"

"دیکھا — پھر بول اٹھا۔" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"سب سے پہلے ہمیں عمران کے بارے میں معلوم ہوا

اب سب ان کی طرف دیکھ رہے تھے — اچانک انھوں نے آئی جی صاحب کی لرزتی آواز سنی:

"غضب ہو گیا، جمشید — فوراً ادھر آ جاؤ۔"

"جی کہاں! آپ کے پاس؟"

"جی — نہیں — صدرِ مملکت کے پاس۔"

"آخر بات کیا ہوئی؟"

"صدر صاحب نے کچھ نہیں بتایا — بس اتنا کہا ہے — غضب ہو گیا — جمشید کو لے کر فوراً آئیں — لہٰذا میں بھی وہیں پہنچ رہا ہوں، اس طرح وقت بچے گا۔"

"اچھی بات ہے۔"

وہ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے — انسپکٹر جمشید کے چہرے پر پریشانی کے آثار صاف نظر آ رہے تھے —

"معلوم ہوتا ہے — بیٹھے بٹھائے کوئی اور چکر شروع ہو گیا ہے۔" محمود بولا۔

"نہیں محمود — ایک بات میں شروع سے محسوس کر رہا تھا، لیکن میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا — جب تک کچھ معلوم نہ ہو جائے، کوئی بات سامنے نہ آ جائے، اس وقت تک انسان کیا کر سکتا ہے۔" انھوں نے کہا۔

"ہم آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھے۔"

"میں شروع سے یہ محسوس کر رہا ہوں کہ کاغذات چرانے کا یہ سارا منصوبہ صرف ایک ڈراما ہے۔"

"کیا — نہیں۔" وہ چلائے۔

"ہاں! لیکن یہ ڈراما اس قدر مہارت سے ترتیب دیا گیا کہ ہم سب اس میں الجھ کر رہ گئے، اس طرح کہ سوچنے سمجھنے کی ذرا بھی مہلت نہ ملی — اور اگر مجھے ذرا سا خیال آیا بھی کہ کہیں یہ سب ڈراما تو نہیں ہے — تو بھی واقعات نے اس قدر الجھائے رکھا کہ میں کسی اور طرف توجہ بالکل نہ دے سکا — اور اگر میں دیتا تو بھی کیا کر سکتا تھا، کوئی بات سامنے، جو نہیں آئی تھی — اب بھی کیا بات سامنے آئی ہے — ہمیں معلوم نہیں — کیا ہم اندازہ لگا سکتے ہیں — نہیں — بالکل نہیں — شاید آئی جی صاحب بھی اندازہ نہ لگا سکیں — صدر صاحب ہی بتائیں گے تو ہمیں پتا چلے گا اور اس کے بعد ہی ہم حرکت میں آ سکیں گے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں — اس کا مطلب ہے — بوڑھا کی اصل چال یہ تھی۔"

"ہاں! وہ منصوبہ بندی کا بادشاہ ہے — اپنے مخالف کو الجھانے کا ماہر — دوسرا آدمی ادھر ادھر دیکھنے کی مہلت ہی نہیں پاتا — اور پا بھی لے تو وہ کچھ نہیں کر سکتا — بالکل ہماری

طرح:" انھوں نے کہا۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔ ہمارے ملک میں بھی کیسے کیسے مجرم آتے ہیں:" فاروق نے سرد آہ بھری۔ وہ غصے سے مسکرا کر رہ گئے۔

وہ عین اسی وقت ایوانِ صدر پہنچے جب آئی جی صاحب پہنچے۔ اور ایک ساتھ اندر داخل ہوئے،

"شکریہ جمشید۔ تم بالکل وقت پر آ گئے۔ مجھے انتظار کی زحمت نہیں کرنا پڑی۔ ورنہ میں باہر رک کر انتظار کرتا:" آئی جی صاحب بولے۔

"ہم بھی آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں، کیونکہ آپ بھی وقت پر پہنچے۔ اور ہمیں بھی آپ کا انتظار نہیں کرنا پڑا:" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

صدر صاحب نے مردہ آواز میں ان کا استقبال کیا،

"یہ۔۔ یہ۔۔ یہ کیا ہو گیا۔ شیخ صاحب۔ جمشید:"

"ہمیں تو ابھی تک کچھ بھی معلوم نہیں ہے سر:"

"میں نے ابھی تک کسی کو بھی یہ خبر نہیں سنائی۔ اصل جگہ سے صرف مجھے اطلاع بھیجی گئی ہے۔ میں نے صرف ایک کام کیا ہے۔ تمام پروازیں فوراً روک دی ہیں۔ صاحب چیکنگ کے بغیر کوئی جہاز کسی ملک نہیں جا سکے گا۔ بس میں تو اتنا کر سکا ہوں:"

"آپ فوراً بات بتا دیں۔ تاکہ ہم انتظامات کریں:"

"ہوں۔ بات یہ ہے۔ کہ ہمارے ایٹمی پلانٹ سے تمام یورینیم چرا لیا گیا ہے:"

"آپ۔ آپ کا مطلب ہے۔ یورینیم ۲۳۵۔ جس سے ایٹم بم بنایا جاتا ہے:"

"ہاں! انھوں نے سوچا۔ یہ یوں تو ایٹم بم بنائے بغیر رہ نہیں سکتے۔ چلو کر کے ہم ویسے ہی ناکام ہو چکے ہیں۔ تو یہ کوشش کیوں نہ کر لی جائے۔ پہلے بھی وہ یہ کوشش کر چکے ہیں اور تم ان کے آڑے آ گئے تھے۔ لیکن اس بار انھوں نے کامیاب ہاتھ مارا ہے:"

وہ سکتے میں آ گئے۔ انسپکٹر جمشید اچھل کر وائرلیس سیٹ کے پاس جا پہنچے۔

www.urdufans.com

دوسرا وارنٹ

پندرہ منٹ بعد انسپکٹر جمشید ان کی طرف مڑے:

"ملک سے باہر جانے والے تمام راستے بند کر دیے گئے ہیں۔ نہ فضا کے راستے کوئی جا سکے گا، نہ سمندر کے راستے اور نہ خشکی کے راستے۔ لیکن اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ وہ ان انتظامات سے پہلے تو نہیں نکل گئے۔ وہ کم بخت ہیں بھی جادوگر قسم کے لوگ۔ یا کم از کم ان میں سے ایک تو ضرور جادوگر ہے۔ اور اگر جادوگر نہیں ہے تو پھر ہپناٹزم کا ماہر ضرور ہے، ہپناٹزم کا ماہر آدمی بھی ایک طرح کا جادوگر ہی ہوتا ہے۔"

"ہوں، میں بتاتا ہوں۔ میں نے جب شیخ صاحب کو فون کیا۔ اس سے صرف دو منٹ پہلے مجھے یہ بات بتائی گئی۔ پہلے میں نے ایئرپورٹ حکام کو خبردار کیا۔ اس کے لیے مجھے صرف ایک بٹن دبانا پڑا۔ کوئی بات نہیں کرنا پڑی۔

ہمارے درمیان طے شدہ بات ہے۔ لہٰذا اطلاع ملنے کے فوراً بعد کوئی جہاز کم از کم ملک سے باہر نہیں گیا۔ سمندر کے راستے کوئی لانچ وغیرہ نکل گئی ہو تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔"

"ہوں۔ خیر۔ ہم دیکھتے ہیں۔ اگر یورینیم ابھی ملک میں ہی ہے۔ تو ان شاء اللہ ہم جانے نہیں دیں گے اور اگر اسے جایا جا چکا ہے تو..." انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔

"تو کیا جمشید؟" صدر صاحب نے بے چین ہو کر کہا۔

"تو سر۔ وہ جس ملک میں یا جہاں بھی وہ لے گئے ہیں۔ میں ان کا تعاقب کروں گا۔ نہ صرف میں یورینیم ان سے لے کر آؤں گا۔ بلکہ میں ان کے ایٹمی پلانٹ تباہ کر کے رکھ دوں گا۔"

"یہ باتیں تو بعد کی ہیں جمشید۔"

"ہم جا رہے ہیں سر۔ آپ فکر نہ کریں۔"

"میں کیا کروں جمشید؟" آئی جی صاحب بولے۔

"آپ تمام سادہ لباس والوں کی ڈیوٹیاں لگانا شروع کر دیں۔ اس طرح کہ ہمیں ان کی جہاں اور جب ضرورت پیش آئے۔ ہمیں وقت نہ ہو۔"

"اچھی بات ہے۔ میں بھی دفتر چلتا ہوں۔"

www.urdufans.com

صدر صاحب کو دلاسا دے کر وہ باہر نکل آئے۔
اپنے خاص کارکنوں کو پہلے ہی ہدایت کر چکے تھے۔
آلات کے ذریعے تلاشی کا کام شروع کر چکے تھے۔
سے باہر جانے والی ہر موٹر اور ہر گاڑی
کی جب تک ان آلات کی مدد سے تلاشی نہ لے لی جا
وہ جا نہیں سکتے تھے۔

باہر نکل کر وہ بولے:

"اب ہم کیا کریں بھئی۔ کیا ہم بھی تلاشی کا کام کریں؟"

"جہاں تک میرا خیال ہے۔ ورڈا نے جو ڈراما ترتیب
اس کے کردار بھی بہرحال یورینیم چرانے کے منصوبے میں
شریک تھے۔ لہٰذا آپ انھیں نظر انداز نہ کریں۔" فرزانہ

"ٹھیک ہے۔ لیکن اصل آدمی ہمارے ہاتھ کب لگے گا
انسپکٹر جمشید بولے۔

"یورینیم کو صرف چرایا گیا ہے۔ فوری طور پر ملک
سے باہر لے جانے کی کوشش نہیں کی گئی، نہ وہ ایسی کوشش
فی الحال کریں گے۔ کیونکہ انھیں معلوم ہے۔ کس قدر جلد
ہم لوگ انتظامات کر لیتے ہیں۔"

"ہوں۔ تب پھر۔ ورڈا اور اس کا ساتھی جادوگر
جتنے بھی وہ ہیں۔ یہیں کہیں ہوں گے۔"

پناہ لیے ہوئے ہیں۔"

"ہاں! تب تو ہمارا کام آسان ہے۔ سب متعلقہ لوگوں کے
گھروں کا جائزہ لے لیا جائے۔"

"لیکن کس طرح۔ جس گھر میں بھی وہ ہیں۔ انھیں سب کے
تو نہیں رکھا گیا ہو گا۔ وہ دبے چھپا کر رکھا گیا ہو گا۔"

نے کہا۔

"اس میں کیا شک ہے، لیکن ہم بھی تو چھپا کر رکھے گئے
کو تلاش کرنے کے باہر ہیں۔" فاروق مسکرایا۔

"نہیں وقت بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ کیا خیال ہے۔
سے پہلے ہم کس گھر کو چیک کریں؟"

"ہمارے پاس تو لے دے کے صرف ایک گھر ہے۔ اور
گھر ہے تیمور عالم کا۔"

"نہیں۔ تیمور عالم ہمارے بہت پرانے دوست ہیں۔
دشمن نہیں ہیں۔" پروفیسر داؤد نے فوراً کہا۔

"تب پھر اور کون سی جگہ ہے۔ جس کا ہم جائزہ لے
ہیں۔ اس کیس میں تو بس یہی ایک جگہ ہمارے سامنے
تھی۔"

"نہیں، ہم ایک جگہ کو بھول رہے ہیں۔ اور وہ ہے۔
ریسٹ ہوٹل۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

اور پھر وہ اسی وقت ہوٹل کریسنٹ کی طرف
گئے۔ ہوٹل کے باہر انھوں نے فوراً محسوس کر لیا
لباس والے وہاں بھی پہنچ چکے ہیں۔ اور ہوٹل
طرف موجود ہیں۔ یہ دیکھ کر انھوں نے اطمینان کا
لیا۔ ایک خفیہ اشارے سے انھوں نے ان سب
کر وہ اندر جا رہے ہیں، لہٰذا پوری طرح چوکس رہیں۔

اندر داخل ہوتے ہی وہ سیدھے منیجر کے کمرے
داخل ہو گئے۔ چند بیرے ان کے راستے میں آئے
وہ نہیں رکے۔

"کیا مطلب۔ آپ۔ بغیر اجازت۔ ارے۔ آپ
آ گئے آئیے۔" موٹے جسم کے مالک ہوٹل کے منیجر نے
ہوئے کہا۔

"ہمیں آپ کے ہوٹل کی تلاشی لینی ہے۔"

"تت۔ تلاشی۔ وہ کیوں؟"

"بس لینی ہے۔ اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو بتا

"بھلا میں کون ہوتا ہوں۔ اعتراض کرنے والا۔" اس
نے کہا۔

"تو پھر آپ بھی ہمارے ساتھ رہیں۔ ہم آپ کی

تلاشی لیں گے؟" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی۔ لیکن میں زیادہ مصروف ہوں۔"

ہونا ہے۔ ہم آپ سے زیادہ مصروف ہیں۔" انھوں نے
بتایا۔

"آپ تلاشی کے وارنٹ تو لائے ہوں گے؟"

"مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ میرے پاس دوسرا وارنٹ
انھوں نے کہا اور اجازت نامہ اس کے سامنے کر دیا۔

"جی جناب! میں آپ کے ساتھ ہوں۔" اس نے کہا۔

"اس سے پہلے کہ ہم تلاشی شروع کریں۔ آپ صرف اتنا
بتا دیں۔ کیا کچھ غیر ملکی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں؟"

"غیر ملکی تو میرے ہوٹل میں ہر وقت ٹھہرے ہوتے ہیں۔"
وقت بھی نہ جانے کتنے غیر ملکی یہاں ہوں گے۔"

"ان کے نام اور کمروں کے نمبر مہیا کر دیں۔"

اس نے گھنٹی بجائی۔ ایک بیرا اندر داخل ہوا۔

"غیر ملکی مہمانوں کے نام اور کمروں کے نمبر۔ جلدی۔"

بیرا باہر نکل گیا۔

"آپ کا نام؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"بہرام۔"

"شکریہ بہرام۔ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ یہ ہوٹل

کب سے چلا رہے ہیں؟"

"تیس سال پہلے ادھر آپ کے وطن میں آیا تھا ۔۔۔
لگا کر یہیں کا ہو کر رہ گیا۔ یہ ہوٹل خرید لیا۔ ...
ابھی دونوں فروخت کی تھیں۔"

"ہوں۔ لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ رہنے والے ...
کے ہیں۔"

"برطانیہ کا۔"

"ہوں۔ آپ اپنی شہریت کے کاغذات بھی پیش کر ...
انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہم ذرا ادھر ادھر کا چکر کیوں نہ لگا لیں۔ آپ ...
یہاں کچھ دیر لگے گی۔" فرزانہ نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ اگر کہیں جانے کی ضرورت پیش آ ...
تو بتا کر جانا۔"

"کبھی ایسا ہوتا ہے ابا جان کہ بتانے کی مہلت ہی نہ ...
ملتی۔" محمود بولا۔

"ہاں! ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو ضرور نہ بتانا۔"
وہ مسکرائے۔

تینوں مسکراتے ہوئے نکل گئے۔

"ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا۔" انسپکٹر جمشید نے خان رحمان ...

... کی طرف دیکھا۔
... شہریت کے کاغذات۔" خان رحمان بولے۔
"ان کی شہریت کے کاغذات گھر میں ہیں۔"
"بے افسوس ہے۔ ... وہاں سے کوئی لے کر یہاں آ ...
کسی کو بھیج کر منگوا لیں۔ ... دیر لگے گی۔"
... تو فون کر دیں۔ ابھی نہیں یہاں ... پڑے گا۔ اس
"افسوس! اس کے لیے تو مجھے ہی جانا پڑے گا۔ ...

... نے کہا۔

"کیوں۔ ایسی کیا بات ہے؟"
"میرے بیوی بچے ان دنوں پریشان لگے ہوئے ہیں۔"
"اوہ۔ خیر۔ ہم یہاں سے فارغ ہو لیں۔ پھر آپ جا کر
لے آئیے گا۔"
"جیسے آپ کی مرضی۔"

دس منٹ بعد وہی بیرا اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ
میں ایک لسٹ تھی۔ اب وہ باہر نکلے۔ اور باری باری ایک
ایک غیر ملکی کا کمرہ چیک کرنے لگے۔ مینیجر پام ان کے ساتھ
ساتھ تھا اور مارے الجھن کے اس کے چہرے کا برا حال تھا۔
"آخر آپ کس چیز کی تلاش میں ہیں۔ یہ بھی تو بتائیے۔"
"ہم یہ نہیں بتا سکتے۔" انسپکٹر جمشید نے خشک لہجے میں کہا۔
ایک غیر ملکی نے کمرے کا دروازہ کھولنے میں تین منٹ

www.urdufans.com

لگا دیے۔ انسپکٹر جمشید کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ انھوں
نے اس کا بھی طرح جائزہ لیا۔ وہ پتلا دبلا اور لمبے قد کا آدمی تھا۔
"مسٹر داہر۔ آپ نے دروازہ کھولنے میں اتنی دیر کیوں
لگا دی؟"

"میں کپڑے تبدیل کر رہا تھا جناب۔ خیر تو ہے؟"

"ہم آپ کے کمرے اور سامان کی تلاشی لیں گے۔"

"وجہ؟"

"وجہ نہیں بتائی جا سکتی۔"

"کیا یہ تلاشی قانونی ہے؟" اس نے مینجر کی طرف دیکھا۔

"ہاں جناب۔ بالکل۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ لیجیے تلاشی۔"

انھوں نے تلاشی شروع کی۔ انسپکٹر جمشید اس کے سوٹ کیس کا جائزہ لینے لگے۔ خان رحمان الماریوں کو دیکھ رہے تھے اور پروفیسر داؤد کپڑوں کو۔ اچانک خان رحمان بولے:

"جمشید۔ پروفیسر صاحب۔ فوراً ادھر آئیں۔"

دونوں لپک کر وہاں پہنچے۔ اور الماری میں رکھے ایک گلدان کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہ ایک پتھر کا بنا ہوا چھوٹا سا بہت خوب صورت گلدان تھا۔

"کیا تم ہماری توجہ اس گلدان کی طرف دلانا چاہتے ہو؟"

"[illegible] تھا۔"

[illegible] بغیر [illegible] ہوئے۔

"اس میں کچھ عجیب بات ہے۔" [illegible] نے الماری کھولی۔

"اس میں عجیب بات ہے۔"

"[illegible] کو رنگ بدل گیا۔"

[illegible] ساتھ لگا۔

"یہ مطلب۔ دروازے کے [illegible] ایک [illegible] لیکن اب

الماری کھولنے سے پہلے اس کا رنگ [illegible] تھا۔"

"جی ہاں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"جی ہاں۔ الماری [illegible] عجیب سا احساس ہوا۔"

عین اسی وقت انسپکٹر جمشید کو عجیب سا احساس ہوا۔ اگر وہ اس قدر پھرتی سے مڑتے۔ اور بال بال بچے۔ پھرتی سے نہ مڑے ہوتے تو خنجر ان کی کمر پر لگا ہوتا۔ اب خنجر والا ہاتھ ان کی گرفت میں تھا۔ دوسرے ہی لمحے خنجر نیچے گر گیا۔ خان رحمان اس کو اٹھانے کے لیے جھکے تو وہ بولے:

"نہیں خان رحمان۔ اس کو ہاتھ نہ لگانا۔ کھڑکی کھول کر انگلیاں باہر نکال دو۔"

"اچھا!" انھوں نے کہا اور ایسا ہی کیا۔

"ہاں بھئی۔ اب بتاؤ۔ تم مجھے کیوں ہلاک کرنا چاہتے تھے؟"

"میں تو۔ میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ یہ تو آپ نے [illegible]

www.urdufans.com

میرا ہاتھ پکڑ رکھا ہے!"

"اور اس تجوری پر آپ کی انگلیوں کے نشانات ہیں!"

اس کا رنگ اڑ گیا۔

"اور اس الماری میں جو گل دان ہے۔ وہ ہیرے کا ہے۔ رنگ تبدیل کرنے والے ہیرے کا۔ بعض ہیرے سورج کی روشنی میں اور رنگ کے نظر آتے ہیں۔ اور سائے میں اور رنگ کے۔ یہ گل دان ایسے ہی ہیرے کا بنایا گیا ہے۔ اور میں نے آج تک اتنا بڑا اور وزنی ہیرا نہیں دیکھا۔ زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔" وہ کہتے چلے گئے۔

"اللہ حفیظ۔ اتنا بڑا ہیرا!" خان رحمان حیران رہ گئے۔

"ہاں۔ لیکن ہم یہاں ہیروں کی تلاش میں نہیں آئے۔"

انھوں نے منہ بنایا۔

"یہ گل دان ہیرے کا نہیں ہے۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"اچھا یہ بات ہے۔ خیر میں ہیروں کے ایک ماہر کو بلا کر معلوم کرتا ہوں۔"

اب انھوں نے کسی کو فون کیا۔ اس وقت سادہ لباس والے اندر داخل ہوئے۔ اور انھوں نے ماہر کو بلا لیا۔ جلد ہی ہیروں کا ماہر وہاں پہنچ گیا۔ وہ انسپکٹر جمشید سے اچھی طرح واقف تھا اور اکثر ان کے کام آتا رہتا تھا۔

اس نے گل دان کا اچھی طرح جائزہ لیا اور بولا۔

"کمال ہے۔ یہ تو خالص ہیرے کا ہے۔ لیکن یہ شخص اتنا بڑا ہیرا لے کر کہاں سے..."

"بہت خوب۔ لیکن یہ..." انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"کسی طرح داخل ہو گیا۔ اسے گل دان نظر آیا ہو گا۔ کون سوچ سکتا ہے کہ گل دان والوں کو علم ہو سکتا ہے؟"

"یہ کہ اس قدر بڑا ہیرا بھی ہو سکتا ہے۔ فی الحال حوالات میں رکھو۔"

"ہوں۔ اسے لے جاؤ بھئی۔ میں فارغ ہو کر دیکھوں گا۔ کوئی اس کی ضمانت دلوانے آئے گا۔ ضمانت دے دیجئے گا۔"

"یہ ہیرا تحویل میں لے جاؤ۔" انسپکٹر جمشید نے اپنے اجازت نامے کی رو سے ہیرا تحویل میں لے کر انھیں دے دیا۔ ان کے جانے کے بعد وہ دوسرے ہوٹل کے کمروں میں گئے۔ ایک دم انھیں یاد آیا۔ اس ہوٹل کے کسی کمرے میں وہ جادوگر ٹھہرا ہوا تھا۔

ایک کمرے میں تو وہ جادوگر بھی تو ٹھہرا ہوا تھا۔ پہلے آپ کے ہوٹل میں وہ جادوگر...

"ہم اس کا کمرہ دیکھیں گے۔"

"لیکن وہ تو جا چکا ہے۔"

"کمرہ تو ساتھ نہیں لے گیا نا۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"اوہ! یہ تو ہے۔ آئیے۔"

وہ اس کمرے کے دروازے پر پہنچے۔ تالا لگا ہوا تھا۔

www.urdufans.com

"تو کیا یہ کمرہ خالی پڑا ہے؟"

"اس نے کرایہ ایک ماہ کا دے رکھا ہے۔ اور یہ بھی کہہ رکھا ہے کہ میں رہوں یا نہ رہوں۔ کمرہ بک ہی رہے گا۔ کرایہ اس نے ایڈوانس دیا تھا۔ اب میں یہ کمرہ کس طرح کسی دوسرے کو دے سکتا تھا۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔"

وہ اس کمرے کا دروازہ کھلا۔ انہیں ایک زبردست جھٹکا لگا۔

ٹرٹ

ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر ہال میں آ گئے۔ وہ ایک خالی میز کے گرد بیٹھ گئے۔

"ہم یہاں آ کر بیٹھ کیوں گئے؟" فرزانہ نے چاروں طرف نظر ڈالی۔

"یہ سوچنے کے لیے کہ ہم کیا کریں۔ چوروں کو کس طرح تلاش کریں۔" فاروق مسکرایا۔

"میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔" ایسے میں محمود بول اٹھا۔

"تو جلدی بتا دو۔ کہیں وہ بات تمہارے ذہن سے نکل نہ جائے۔"

"وہ ناشتہ پہنچانے آیا تھا۔ اس نے یہ کام ضرور کسی بیرے یا کسی ملازم کے ذریعے کیا ہو گا۔ ہوٹل میں بہت سے ملازم ہیں۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"تو پھر — تم کیا کیا چاہتے ہو؟" فرزانہ بولی۔

"اگر ہم وہاں سے تحقیق شروع کریں تو — کیا خیال ہے؟"

"خیال ٹھیک ہے — ہماری تحقیق دراصل وہیں سے شروع ہونی چاہیے تھی — لیکن ہو سکا اس وقت سے پہلے کا ہے، اس لیے سب سے پہلے ان واقعات کی طرف دھیان دینا ہو گا — ان کے ذریعے مجرم فرار ہو سکتے ہیں، پھر ان کی طرف یا ان جگہوں کی طرف متوجہ ہوئے، ان کے اس عدالت کا دروازہ کھلا گیا — جب ان اطراف سے فارغ ہو جائیں گے تو ظاہر ہے — لیکن چارٹ کا رخ کیا گیا ہے؟"

"میرا مطلب ہے — ہم پہلے یہ کام کیوں نہ کریں؟"

"بالکل ٹھیک ہے، لیکن پہلے اجازت لینا ہو گی اباجان سے۔"

وہ اٹھنے ہی لگے تھے کہ ہال میں ایک عجیب بات ہوئی۔ ایک آدمی کرسی سے گرا اور ساکت ہو گیا۔

"ارے! اسے کیا ہوا؟" کئی آدمی اس کی طرف دوڑ پڑے۔ محمود، فاروق اور فرزانہ نے کوئی توجہ نہ دی — یہ خیال کرکے کہ کوئی نشے کا عادی ہو گا — دیکھتے ہی دیکھتے لوگ ... وہ اٹھ کر اس کے پاس سے گزر رہے تھے کہ ... بے ہوش ہونے والا سادہ لباس والا تھا — تو فوراً اس کی طرف لپکے۔

"ایک طرف ہٹ جائیں — ہمارا تعلق پولیس سے ہے۔"

"لیکن آپ کو اس کے بے ہوش ہونے سے کیا تعلق — ؟"

"یہ کوئی مریض ہے؟"

"نہیں ہے — آپ ایک طرف ہٹ جائیں۔" انہوں نے سرد لہجے میں کہا۔ پھر اس نے فاروق سے کہا:

"تم ذرا باہر سے سادہ لباس والوں کو بلا لو۔"

فاروق نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی — جلد ہی سادہ لباس والے اندر آ گئے — انھوں نے اپنے ساتھی کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ ڈاکٹر کو بھی ساتھ ہی ایمبولینس کے لیے فون کیا گیا — پانچ منٹ کے اندر اندر ڈاکٹر بھی پہنچ گیا اور ایمبولینس بھی — ڈاکٹر نے دیکھتے ہی کہہ دیا:

"یہ زہر کا کیس ہے — فوراً ہسپتال بھیجیں۔"

سادہ لباس والے اپنے ساتھی کو لے کر فوراً ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئے —

"اب ہم کیا کریں؟"

"وہ اس میز پر بیٹھا تھا — اس کھانے کو بھی چیک کرانا ہو گا۔"

"لیکن ہم ... ایک ہسپتال بھی چلا جائے ..."

"ٹھیک ہے ..."

"ٹھیک کیا ہے۔ تم یہیں نہیں جا سکتے۔"

"تم دونوں یہیں ٹھہرو۔ میں جاتی ہوں۔" فرزانہ نے جھلا کر کہا اور ہوٹل سے نکلنے کے لیے مڑی۔

"ارے نہیں! میں تو مذاق کر رہا تھا۔" یہ کہہ کر فاروق اس سے آگے بڑھا۔

"تم بھی ٹھہرو۔ وہاں میرا جانا مناسب رہے گا۔ کوئی خاص بات معلوم ہوئی، میں آ کر بتا دوں گا۔" محمود نے کہا اور باہر نکل گیا۔ ایسے میں فاروق اور فرزانہ کو ایک آواز سنائی دی:

"کیا ہوا ہے یہاں؟"

"ہوٹل کے مالک آ گئے۔" دو تین بیروں کے منہ سے نکلا۔

"مسٹر نامی محمد — یہاں ایک عدد واردات ہو گئی ہے۔ ایک صاحب اچانک گرے اور بے ہوش ہو گئے۔ ان حضرات کا کہنا ہے — وہ پولیس کا آدمی تھا۔"

"اوہو اچھا — کہاں ہے؟"

"اسے ہسپتال لے گئے ہیں۔"

"شاید وہ صاحب بیمار تھے۔" نامی محمد بڑبڑایا۔

"جی نہیں — ان کی بے ہوشی میں کسی کا ہاتھ ہے۔" فاروق بول اٹھا۔

نامی محمد چونک کر اس کی طرف مڑا۔

"یہ کون کہہ رہا تھا؟" اس کا لہجہ ناخوش گوار تھا۔

"میں!" فاروق نے سینے پر ہاتھ مارا۔

"آپ کون ہیں؟"

"ان کا بیان ہے کہ ان کا تعلق پولیس سے ہے۔"

"میری معلومات کے مطابق تو اس ملک میں اتنے کم عمر ملازم نہیں دیکھے جاتے۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ہم خاص ملازم ہیں۔"

"ہوں گے۔ مجھے کیا۔ آپ یہ بتائیں، ان صاحب کی بے ہوشی میں کسی کا ہاتھ کس طرح ہے؟"

"ابھی ہم تفتیش کر رہے ہیں، جلد بتائیں گے۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"آپ پریشان ہیں؟" فاروق نے پوچھا۔

"ہاں! میں پریشان ہوں۔ تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے؟"

"ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونک کر بولا۔

"اب ہم آپ کو مطلب کس کس بات کا بتائیں۔ بس یوں سمجھ لیں کہ آپ کے ہوٹل میں کوئی چکر ضرور چل رہا ہے۔"

www.urdufans.com

www.urdufans.com

پکڑی جا سکتی ہے۔ شاید اس نے ہوٹل کریسنٹ میں کوئی خاص
بات نوٹ کر لی تھی۔ لیکن مجرموں نے اسے ختم کرنے کی
ضرورت محسوس کی۔ ادھر ہم ہال میں پہنچے۔ اُدھر اسے ختم کر
دیا گیا۔ شاید اسی خیال سے کہ کہیں وہ ہمیں کچھ بتا نہ دے۔
ورنہ وہ اسے کہیں باہر ہلاک کرنے کی کوشش کرتے۔"

"کم از کم ایک بات ثابت ہے۔ یورینیم کا سراغ اگر کہیں
مل سکتا ہے تو ہوٹل کریسنٹ سے مل سکتا ہے۔"

"ہاں! ہماری پارٹی تو پہلے ہی وہاں مصروف ہے۔ کیا ہم
بھی چلیں؟"

"ہم اپنے طور پر کام کریں گے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے۔
یورینیم ہوٹل میں ہی کہیں ہے۔" فاروق نے پُرجوش انداز میں کہا۔
"دماغ تو نہیں چل گیا۔ ارے بھئی۔ مرنے والے نے ہوٹل
کریسنٹ۔ ٹ۔ کہا تھا۔ ہوٹل کریسنٹ یورینیم نہیں کہا تھا۔"
"لیکن یہ ٹ کیا ہے؟" فرزانہ نے جھلا کر کہا۔
"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"
"کچھ بھی ہو۔ ہم ہوٹل کریسنٹ سے دُور نہیں رہ سکتے۔
کم از کم مرنے والے کا اتنا تو احترام کرنا چاہیے۔ آخر اس نے
جان دی ہے۔"
وہ ہوٹل پہنچے۔ وہاں حالات معمول پر تھے۔ یوں لگتا

[illegible] جیسے کچھ دیر پہلے وہاں کوئی واردات ہوئی ہی نہ ہو۔
[illegible] ہیں اور فرزانہ نیچے ٹھہرتے ہیں۔ تم ذرا اوپر جا کر یہ دیکھو
[illegible] جان وغیرہ کیا کر رہے ہیں۔"
[illegible] اور فرزانہ یہاں ٹھہرتے ہیں۔ تم ہو آؤ اوپر۔" فاروق
[illegible] نے کہا۔
"بلکہ تم دونوں یہاں ٹھہرو۔ میں جاتی ہوں اوپر۔" فرزانہ
نے جل کر کہا اور لفٹ کی طرف چل گئی۔
"ہم اس کے ساتھ بعض اوقات بہت زیادتی کرتے ہیں۔"
فاروق نے مسکرا کر کہا۔
"ہم نہیں۔ صرف تم۔" محمود نے جھلا کر کہا۔
"[illegible] کھانے کا پروگرام ہو تو وضاحت کر دیتا۔" فاروق
[illegible] گیا۔
"سنو بھائی۔ میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔
[illegible] ہم ایٹمی پلانٹ چلیں۔"
"اب تمہارا دماغ واقعی چل گیا ہے۔ ارے میاں۔
وہاں سے تو یورینیم چرایا جا چکا ہے۔ وہاں جا کر کیا کریں
گے۔ میرا مطلب ہے۔ سانپ تو نکل گیا۔ اب لکیر
[illegible] کر کیا ہو گا۔"
"[illegible] ہو گی۔ لکیر پیٹنے کو کون کہہ رہا ہے۔ نہ جانے

www.urdufans.com

محاورات بنانے والے کیسے لوگ تھے — عجیب وغریب محاورات بنا کر رکھ دیئے — تم نے وہ سنا ہے — ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا — دوسرا کیوں اور تیسرا کیوں نہیں؟"

"یہ دماغ نہ چاٹو — اس وقت اردو گرامر کا پیریڈ نہیں ہے پلوٹونیم کی چوری کا پیریڈ ہے — کہنے کا مطلب یہ تھا کہ سراغ تو ہمیں وہیں سے ملے گا۔"

"لیکن مرنے والے نے اشارہ ہوٹل کریسنٹ کا دیا ہے — نہ کہ ایٹمی پلانٹ کا — اسے تو اس صورت میں یہ کہنا چاہیے تھا — اے — ٹی۔" فاروق نے کہا۔

"حد ہو گئی — ہم اِدھر اُدھر کی ہانکنے میں لگ گئے — ہمیں تو کیس پر کام کرنا ہے — اور کیس انتہائی خوفناک ہے اہم ترین ہے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"فرزانہ بھی اوپر جا کر اوپر کی ہو کر رہ گئی۔" فاروق نے لفٹ کی طرف دیکھا۔

"ہو سکتا ہے — اوپر کوئی خاص معاملہ درپیش ہو — ایسی صورت میں تو وہ نیچے نہیں آئے گی — ہماری پروا تک نہیں کرے گی۔"

"لیجیے — وہ چلے آ رہے ہیں ہوٹل کے مالک — ارے — اس کا کیا نام ہے بھلا؟"

"ہیلو — ٹامی مور۔"

"ٹٹ ٹ۔"

یہ کہا — دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں — ٹامی مور ہوٹل سے باہر کا رخ کر رہا تھا — اب سوچنے کا وقت نہیں تھا — دونوں فوراً اٹھے —

www.urdufans.com

"حیرت ہے۔ اگر جادوگر یہ ہے۔ تو پھر وہ کون تھا۔ وہ ہوٹل
سے باہر گیا۔ اور یہ کب کی بات ہے منیجر صاحب؟"
"ابھی تھوڑی دیر پہلے کی۔" اس نے بتایا۔
"ارے باپ رے۔ تھوڑی دیر پہلے کی۔" انسپکٹر جمشید نے
گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"کیوں جناب۔ کیا ہوا خیر تو ہے؟"
"ایک منٹ۔"

انھوں نے اکرام کو فون کیا۔ لیکن وہ کس طرح مل سکتا
تھا۔ سارے شہر میں تو یورینیم کی تلاش میں چھاپے مارے
جا رہے تھے۔ آخر اس کے چند ماتحتوں کو اور ماہرین کو
پولیس آنے کی ہدایات دیں، پھر ریسیور رکھ کر لاش کی طرف
متوجہ ہو گئے۔ کمرے کے فرش پر کوئی چیز نہیں تھی۔
سوائے لاش کے۔ کمرے میں سامان بے ترتیب تھا۔
گویا افراتفری میں وہاں سے نکلنے کی کوشش کی گئی تھی۔ آخر
ماہرین آ گئے۔ انھوں نے تصاویر لے لیں تو تب کہیں
جا کر لاش کو اٹھایا گیا۔ اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ
لاش نیچے سے گرم اور نرم تھی۔ جب کہ اوپر سے بالکل
سخت اور اکڑی ہوئی تھی۔
"کیا آپ کی سمجھ میں اس کی کوئی وجہ آئی ہے؟" انسپکٹر

چھینک

کمرے کے فرش پر جادوگر کی لاش پڑی تھی۔ اس کا جسم
اکڑ کر بالکل سخت ہو چکا تھا۔ اور سرد بھی۔ تاہم فرش پر
خون کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ اور اس کا مطلب یہ تھا
کہ اسے خنجر یا گولی سے ہلاک نہیں کیا گیا تھا۔
"آپ تو کہہ رہے تھے۔ یہ جا چکا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے
منہ بنایا۔
"جا تو یہ واقعی چکا ہے۔" پروفیسر داؤد بولے۔
"اوہ ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے۔" خان رحمان مسکرائے۔
"آپ کیوں خاموش ہیں جناب؟"
"میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں نے اسے جاتے ہوئے اپنی
آنکھوں سے دیکھا تھا اور اس نے بتایا بھی تھا کہ فی الحال وہ
جا رہا ہے۔ ضرورت محسوس ہوئی تو اس ماہ کے دوران پھر
آئے گا۔ لیکن اب میں اس کی لاش کو یہاں دیکھ رہا ہوں۔"

عمران نے پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا۔

"جی ڈاکٹر نہیں ہوں۔" وہ مسکرائے۔

"ڈاکٹر صاحب۔ آپ بتائیں۔"

"جی خود حیران ہوں۔"

"اچھا تو پھر اس کو پوسٹ مارٹم کے لیے لے جائیں۔

ضرورت تو ہے پوسٹ مارٹم کرنے کی ضرورت ہے۔"

"بہت بہتر۔" ڈاکٹر نے کہا۔

لاش کے بعد انہوں نے پورے ہوٹل کا جائزہ لیا۔

اس طرح انہیں پیچھے ہونے والی واردات کا بھی پتا چلا۔

اور پھر یہ اطلاع بھی مل گئی کہ ہسپتال میں سادہ لباس والا

مر چکا ہے۔ انہیں بہت افسوس ہوا۔

"حالات بہت سنگین ہیں۔ کیا ہم پروفیسر کو بچا بھی سکیں گے؟"

پروفیسر داؤد نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"جی ابھی پر امید ہوں۔ کم از کم ایک بات یقین سے

کہہ سکتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ۔ پروفیسر ابھی ملک سے باہر

نہیں لے جایا جا سکا۔"

"لیکن وہ کہاں ہے؟"

"کاش ہم جان سکتے۔ جادوگر منہاس آدمی تھا۔ یہ بھی

کوئی بات نہ بتا دے۔ اس لیے انہوں نے یہاں سے

ان کا کام تمام کر دیا۔"

"بہت خوب۔ اس سادہ لباس والے کو کیوں ہلاک کیا گیا؟"

"یہی سوال ہے۔ اور زیادہ حیرت اس پر ہے

اس پر مجھے حیرت ہے۔ ابھی تک کوئی اطلاع

محمود، فاروق اور فرزانہ کی طرف سے ابھی تک

[illegible]

نہیں ملی۔"

"کیوں، انہیں سوچ نہ مل سکا ہو؟"

"ہو سکتا ہے۔ ہم اس ہوٹل کے ایک ایک انچ کی

تلاشی لینا چاہتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

"ضرور ایسا کریں۔ لیکن خود نہیں۔ اپنے خاص آدمیوں

سے کروائیے۔"

"ہاں۔ ایسا ہی کروں گا۔"

تلاشی کا انتظام کر کے وہ باہر نکل آئے۔

"پروفیسر اگر ہم واپس حاصل نہ کر سکے تو بہت برا ہوگا۔"

پروفیسر داؤد فکرمندانہ انداز میں بولے۔

"ہاں پروفیسر صاحب۔ میں سمجھتا ہوں۔ لیکن آپ فکر نہ

کریں۔ ہر طرف ہمارے آدمی موجود ہیں۔ میں ذرا محمود سے

ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں! اب اس سے کیا پوچھنا ہے؟"

"بہت باتیں۔ جو میرے ذہن میں بڑی طرح الجھ رہی ہیں۔"

www.urdufans.com

"تو پھر چلو ۔ پہلے تو اس الجھن سے نجات حاصل کرلیں۔"

خان رحمان مسکرائے۔

تیمور عالم نے قدرے حیران ہو کر ان کا استقبال کیا۔

"آپ سے چند باتیں معلوم کرنے کی ضرورت محسوس کررہا ہوں ۔ امید ہے ، آپ برا نہیں مانیں گے۔"

"کہیے۔" انھوں نے کہا۔

"آپ نے جو دعوت دی تھی — وہ آپ کا ہر سال کا معمول ہے — یا اسی سال دی تھی؟"

"ہر سال یہ دعوت دیتا ہوں — میں اپنے بیٹے زبیر کی سال گرہ ہر سال دھوم دھام سے مناتا ہوں۔" تیمور عالم نے جلدی جلدی بتایا۔

"ہوں! کچھ لوگوں کو یہ بات کس طرح معلوم تھی کہ آپ نے گھر میں کچھ بہت اہم کاغذات بھی رکھے ہوئے ہیں۔"

"اس بات پر تو میں اب تک حیران ہوں — اور میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی۔"

"دفتر کے لوگوں میں سے یہ بات کس کس کو معلوم تھی؟"

"کسی کو بھی نہیں — میں یہ فائلیں کسی بات میں نکال کر گھر لایا تھا — کیونکہ خطرہ تھا — ان کو چرانے کی کوشش کی جائے گی۔"

www.urdufans.com

www.urdufans.com

"ہاں! اچھا — گزشتہ سال آپ بین الاقوامی سائنس کانفرنس میں شرکت کے لیے گئے تھے — اور حکومت کی طرف سے گئے تھے؟"

"ہاں تو پھر — اس سے کیا ہوتا ہے؟" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ کے ساتھ کون گیا تھا؟"

"میرے اسسٹنٹ — پروفیسر نعمان بخاری؟"

"ان سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے؟"

"افسوس — ان کی موت تو وہیں واقع ہو گئی تھی — ان کی میت لائی گئی تھی؟"

"ہوں — خیر — انہیں کون سے قبرستان میں دفن کیا گیا تھا؟"

"خیر تو ہے — آپ یہ سب باتیں کس لیے پوچھ رہے ہیں؟"

"میں ابھی وجہ نہیں بتا سکتا؟"

"ہوں ٹھیک ہے — انہیں ہماری کالونی کے قبرستان میں دفنایا گیا تھا — ان کا گھر اسی کالونی میں ہے؟"

"اوہ اچھا — اب ہم اجازت چاہیں گے؟" انسپکٹر جمشید نے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

ان سے ہاتھ ملا کر وہ باہر نکل آئے۔

"یہ سوالات ہماری سمجھ میں نہیں آئے؟"

"تو پھر چلو — پہلے تو اسی الجھن سے نجات حاصل کریں؟"

خان رحمان مسکرائے۔

تیمور عالم نے قدرے حیران ہو کر ان کا استقبال کیا۔

"آپ سے چند باتیں معلوم کرنے کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں — امید ہے، آپ برا نہیں مانیں گے؟"

"کہیے؟" انہوں نے کہا۔

"آپ نے جو دعوت دی تھی — وہ آپ کا ہر سال کا معمول ہے — یا اسی سال دی تھی؟"

"ہر سال یہ دعوت دیتا ہوں — میں اپنے بیٹے زبیر کی سال گرہ ہر سال دھوم دھام سے مناتا ہوں؟" تیمور عالم نے جلدی جلدی بتایا۔

"ہوں! کچھ لوگوں کو یہ بات کس طرح معلوم تھی کہ آپ نے گھر میں کچھ بہت اہم کاغذات بھی رکھے ہوئے ہیں؟"

"اس بات پر تو میں اب تک حیران ہوں — اور میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی؟"

"دفتر کے لوگوں میں سے یہ بات کس کس کو معلوم تھی؟"

"کسی کو بھی نہیں — میں یہ فائلیں کسی رات میں نکال کر گھر لایا تھا — کیونکہ خطرہ تھا — ان کو چرانے کی کوشش کی جائے گی؟"

www.urdufans.com

"اس کیس میں ابھی تک بوڑا سامنے نہیں آیا — میں اس چکر میں ہوں کہ اس سے کسی طرح سامنا ہو جائے۔"

"لیکن بوڑا کا بھلا تیمور عالم سے کیا تعلق؟" خان رحمان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تعلق کوئی نہیں — لیکن میرے ذہن میں بار بار یہ سوال ابھر رہا ہے کہ آخر جادوگر نے اپنا کمال دکھانے کا فیصلہ تیمور عالم کے گھر میں ہی کیوں کیا؟"

"ایسے لوگوں کو تو بس کوئی اچھی سی جگہ چاہیے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"آئیے چلیں — ذرا محمود، فاروق اور فرزانہ کی خبر لیں — وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟"

کار میں بیٹھ کر انھوں نے گھر فون کیا — تینوں وہاں نہیں پہنچے تھے — پھر انھوں نے ہوٹل کریسنٹ فون کیا، وہ وہاں بھی نہیں تھے۔

"وہ تینوں تو بالکل غائب ہیں بھئی۔"

"تب پھر وہ ضرور کوئی اہم بات معلوم کر کے لوٹیں گے۔" خان رحمان پُرجوش انداز میں بولے۔

"ہاں! ہو سکتا ہے — بوڑا کا سراغ لگا کر آئیں۔"

اچانک ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں — اسی وقت

سڑک پر سے دو کاریں گزری تھیں اور انھوں نے صاف دیکھا کہ پچھلی کار میں محمود اور فاروق موجود تھے۔

"اگلی کار میں تو محمود اور فاروق تھے۔"

"نہیں — اس کار میں ... ساتھ نہیں ہے۔" خان رحمان بولے۔

"تو پھر فرزانہ کیوں ساتھ نہیں ہے؟"

"یہ ضروری نہیں کہ تینوں ہر جگہ ساتھ ہی ہوں — یہ بھی الگ الگ پروگرام بنا لیتے ہیں۔"

انھوں نے اپنی کار ان کے تعاقب میں ڈال دی۔ جلد ہی وہ ان کے بالکل پیچھے پہنچ گئے — اور پھر کار کو [illegible] دیتے ہوئے انسپکٹر جمشید بولے:

"کیا معاملہ ہے بھئی؟"

"معاملہ کافی لمبا چوڑا ہے — تفصیل بعد میں — ہم نہایت خفیہ انداز میں تعاقب کر رہے ہیں — بہتر ہو گا کہ آپ اس کار سے آگے نکل جائیں۔"

"یہ ہے کون؟"

"ہوٹل کریسنٹ کا مالک ماہی مورت۔"

"ماہی مورت!" انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا اور پھر انھوں نے کار آگے بڑھا دی۔

"کیوں جمشید — تم اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

"یہ بہت مدت سے بیش بہا چیزوں کی لوٹ پر جی رہے

وہ کبھی اس کے خلاف کوئی بات ثابت نہیں کر سکی۔ نہ اس
کے ہوٹل سے کوئی ایسی چیز پکڑی جا سکی۔ اب یہ معلوم
نہیں کہ ان دونوں کو اس کا تعاقب کرنے کی ضرورت کیوں
پیش آ گئی" انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

اسی وقت وہ شامی سعود کی کار سے آگے نکل گئے
اور غیر محسوس طور پر آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ
اتنا فاصلہ ہو گیا کہ آئینے میں بس اس کو دیکھ سکیں۔

"ایک بات میری سمجھ میں آتی ہے۔ اور وہ یہ کہ یورینیم
کو یہاں سے لے جانے کے لیے بوڑا نے کوئی خاص منصوبہ
ترتیب دیا ہے۔ اور وہ اس منصوبے کے تحت ہی یہاں
سے یورینیم لے جائے گا۔ اور اس کام کے لیے وہ خود
مقامی لوگوں سے مدد لے گا۔ ایسے مقامی لوگوں سے جو
انھوں نے پہلے ہی یہاں اپنے بنا رکھے ہیں۔ یا پھر ان
لوگوں سے جو ان کے ہاتھوں پہلے ہی بکے ہوئے ہیں۔"

"ہوں۔ تو پھر۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو
جائے گا؟"

"یہی دیکھنا ہے۔ اگر وہ یورینیم یہاں سے لے جانے
میں کامیاب ہو گیا تو پھر....." وہ کہتے کہتے رک گئے۔ ان کا
لہجہ خوفناک ہو گیا۔

"تو پھر کیا جمشید؟"

"پھر ہم ان بڑی طاقتوں کے ایٹمی پلانٹ نہیں رہنے
دیں گے۔"

"وہ تو ویسے بھی نہیں رہنے دینے چاہییں جمشید۔" پروفیسر
داؤد بولے۔

"ہاں! اس لائن پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔
اگر صدر مملکت نے اجازت دی تو ہم یہ کام ضرور کریں گے۔"

"بھئی واہ۔ بہت مزے دار مہم رہے گی۔"

"پچھلی کار کہیں پیچھے رہ گئی ہے، کیونکہ جب ہم نے موڑ
مڑا ہے۔ وہ نظر نہیں آئی۔" پروفیسر داؤد بڑبڑائے۔

"ہاں! میں یہ بات محسوس کر چکا ہوں۔"

انھوں نے رفتار کم کرتے ہوئے آخر کار روک لی۔ لیکن
پچھلی کار پھر بھی نظر نہ آئی۔

"اب تو واپس ہی جانا پڑے گا۔"

"دائیں بائیں کوئی سڑک بھی نہیں نکلتی، پھر وہ کہاں
رہ گئی؟"

"ہو سکتا ہے۔ جنگل میں داخل ہو گئی ہو۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔

وہ واپس پلٹے۔ اور آخر کافی دور جا کر انھیں محسوس

اور فاروق کی کار سڑک کے کنارے کھڑی نظر آ گئی، لیکن وہ دونوں اس میں نہیں تھے۔ انھوں نے ٹائروں کے نشانات سے فوراً ہی اندازہ لگا لیا کہ ملزم سامنے کی طرف گئی ہے۔ وہ بھی اس سمت میں چل پڑے۔ کچھ دُور تک پیدل چلنے کے بعد ان کے کانوں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز ٹکرائی۔ مڑ کر دیکھا تو محمود اور فاروق ایک درخت پر چڑھے نظر آئے۔

"کیا چکر ہے؟" انھوں نے سرگوشی کی۔

"اس طرف درختوں میں گھری ایک بڑی سی عمارت ہے، وہ اس میں گیا ہے۔"

"تب تو ضرور دال میں کالا ہے۔ آخر وہ یہاں کیا کرنے آیا ہے۔"

"آپ فوراً آگے چلے جائیں۔"

"اور تم۔ کیا تم درخت پر ہی رہو گے؟"

"جی ہاں! بڑا مزا آ رہا ہے۔ اوپر ہوا اس قدر پیاری لگ رہی ہے کہ کیا بتائیں۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"حد ہو گئی۔ تمھیں اس وقت ہوا کی پڑی ہے۔" انسپکٹر جمشید جھلا اُٹھے۔

"کیا کیا جائے ابا جان۔ ہوا کے بغیر زندگی ناممکن ہے۔"

... ہلا کر کہا اور آگے بڑھے۔

"اچھا بیٹے، ہوشیار رہنا۔" انھوں نے کہا۔ ... عمارت کے بالکل نزدیک پہنچ گئے۔ اس کے دروازے پر چار مسلح آدمی بالکل چوکس کھڑے تھے۔ چھت پر بھی نظر آئے۔

"محمود اور فاروق نے اچھا ہی کیا کہ ادھر دھند آگے نہیں گئے۔" انسپکٹر جمشید نے دل میں کہا۔ پھر پروفیسر داؤد اور خان رحمان کو اشارہ کیا کہ وہیں چکر کاٹ کر عمارت کی پشت پر جانا پڑے گا۔

وہ چکر کاٹنے لگے۔ یہاں تک کہ عمارت کے دوسری طرف پہنچ گئے۔

انھوں نے ادھر بھی چار مسلح آدمی دیکھے اور چھت پر بھی دو آدمی موجود تھے۔

"اب کیا کریں جمشید؟"

"صبر۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"اس موقعے پر صبر کرنا بالکل مناسب نہیں ہو گا۔ اس طرح ہم نہیں جان سکیں گے کہ اندر کیا ہو رہا ہے، اور وہ یہاں کیوں آیا ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن نہایت خاموشی سے ہم لوگ ان سے کس طرح نپٹ

www.urdufans.com

سکتے ہیں؟"

"ترکیب نمبر تیرہ!" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ترکیب نمبر تیرہ تو ہم اور جگہ استعمال کرتے ہیں۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

"بھئی نمبر تیرہ میں بھی کئی نمبر ہیں۔ اس وقت تیرہ بٹے تین پر عمل کرنا ہوگا۔ یہ دیکھو!"

یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید نے منہ سے ایک آواز نکالی۔ آواز اس قسم کی تھی، جیسے کوئی تیتر بولا ہو۔ دروازے پر کھڑے چاروں آدمی چونک اُٹھے۔

"یار ادھر تو کوئی تیتر ہے شاید۔ بھون کر کھائیں گے۔ کتنا مزا آئے گا۔"

"جاؤ پکڑ لاؤ جاکر۔" دوسرے نے کہا۔

"میں ابھی لایا۔" اس نے کہا اور وہاں سے تیتر کی طرح اس درخت کی طرف آیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ انسپکٹر جمشید کی گرفت میں تھا۔

انھوں نے اسے آواز نکالنے کی مہلت تک نہ دی۔ ایک لمحہ گزر گیا تو اس کا ایک ساتھی بول اٹھا:

"بھئی کہاں رہ گئے۔ تیتر نے تمھیں تو نہیں پکڑ لیا؟"

"جلدی یہاں آؤ۔ یہ تو ایک بہت ہی عجیب چیز ہے۔

[illegible] باہر آ گئے: انسپکٹر جمشید نے اپنے شکار کی آواز میں کہا۔

ان میں سے دو فوراً وہاں پہنچ گئے۔ انسپکٹر جمشید اور [illegible] نے ان کی گردنیں دبوچ لیں۔

[illegible] ایک منٹ اور گزر گیا۔

[illegible] کیا کوئی جلدی ہی خاص چیز جھٹ پٹ سے بھی ذرا [illegible]

وہ بھی ان تک پہنچ کر دبا لیٹ گیا۔

انسپکٹر جمشید نے فوراً ان میں سے ایک کے کپڑے پہنے [illegible] سر پر رکھی اور رائفل اٹھا کر دروازے پر آ گئے۔

انھوں نے دروازے پر دباؤ ڈالا۔ دروازہ اندر سے بند [illegible] انھوں نے سوچا۔ اب چھت والوں کی بھی خبر لینا [illegible] پڑے گی۔

انھوں نے دو پتھر اٹھائے۔ ایک ایک ہاتھ میں [illegible] اور تاک کر ان کے سروں پر دے مارے۔ وہ دھپ سے گرے۔ تینوں فوراً آگے بڑھے۔ انسپکٹر جمشید اس درخت [illegible] پہلے ہی بتا چکے تھے جس کی ایک شاخ عمارت کی طرف [illegible] جا رہی تھی۔ انھوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ درخت پر [illegible] چڑھ کر چھت پر اتر گئے۔ خان رحمان نے بھی ان کا ساتھ دیا۔

"آپ نیچے ہی ٹھہریں۔" انسپکٹر جمشید نے اشارہ کیا۔

www.urdufans.com

دونوں نے فوراً پیچھے کا رخ کیا — ایک کمرے سے انھیں زور شور سے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی — وہ آگے بڑھے اور کان دروازے سے لگا دیے —

" اب ہماری کامیابی یقینی ہے " کسی نے کہا۔

" جب منصوبہ بوڑا صاحب کا ہو تو کامیابی ہی کامیابی " کسی نے کہا۔

" یہ تین رُخ پر بنایا جانے والا منصوبہ اپنی طرز کا انوکھا منصوبہ تھا — آج ہم یہاں سے رخصت ہو رہے ہیں — جادوگر کی لاش کو اس وقت تک فارغ کر دیا گیا ہو گا — اور قانون کے مطابق لاش آبائی ملک پہنچنے والی ہو گی — گویا ہم نے ہینگ لگائی نہ پھٹکڑی — رنگ چوکھا آ گیا " ایک اور بھی آواز سنائی دی —

" مسٹر بوڑا — ابھی ہم سب کا انعام رہتا ہے "

" انعام دیے بغیر نہیں جاؤں گا — یہاں جمع ہونے کا مقصد بھی یہی ہے کہ سب کو اس کا حق دے دیا جائے — اس منصوبے میں سب سے زیادہ تعاون مسٹر تیمور عالم نے کیا ، ورنہ ہم وہ گیس والی موم بتیاں کس طرح وہاں رکھ سکتے تھے — گیس والی موم بتیاں بھی بھلا پھونک مارنے سے بجھتی ہیں — یوں بھی مسٹر تیمور عالم ہمارے پرانے مہربان ہیں —

جن کاغذات کو چرانے کا ہم نے ڈراما رچایا — ان کی نقل تو پہلے ہی ہمیں بھیج چکے ہیں — بھلا ان کو چرانے کی ہمیں کیا ضرورت تھی — ہم تو اس مرتبہ یورینیم چرانے آئے تھے اور وہ ہم نے چرا لیا — اور اب تو وہ ہمارے ملک پہنچنے والا ہو گا "

عین اس وقت خان رحمان کو چھینک آ گئی —

www.urdufans.com

لاش

فرزانہ درمیان میں اٹک گئی۔ جادوگر کی لاش کو نکالا جا رہا تھا۔ اچانک اسے ایک عجیب سا احساس ہوا۔ اس نے سوچا۔ آخر لاش کا کمر والا حصہ گرم اور نرم کیوں تھا۔ وہ بڑی پارٹی کی خبر لینا بھول گئی اور ان لوگوں کے پیچھے لگ گئی۔ اس نے سوچا، باہر نکلتے ہی یہ لوگ ایمبولینس میں بیٹھ کر ہوا ہو جائیں گے کیوں نہ میں ان سے پہلے باہر نکل جاؤں۔

اس خیال کے ساتھ ہی وہ ان سے پہلے لفٹ میں سوار ہو کر نیچے آ گئی۔ ہال میں محمود اور فاروق نہیں تھے۔ باہر نکلی تو گاڑی بھی نہیں تھی۔ اس نے فوراً ایک ٹیکسی لے لی۔ اور جب ایمبولینس روانہ ہوئی۔ اس نے اس کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے حیران ہو کر اس پر ایک نظر ڈالی اور بولا:

"کیا چکر ہے؟"

"کوئی چکر نہیں۔ فوراً چلو، ورنہ ٹیکسی بند ہو جائے گی۔"

"پولیس۔" فرزانہ بولی۔

"پولیس نے کیا بچیوں کو بھی ملازم رکھنا شروع کر دیا؟"

"اب اگر تم نے گاڑی سٹارٹ نہ کی اور فوراً ایمبولینس کے پیچھے نہ لگا دی تو پچھتاؤ گے۔ احمق آدمی اگر وہ نکل گئے تو کام خراب ہو جائے گا۔"

"اچھی بات ہے۔" آخر وہ چل پڑا۔

لاش کو ہسپتال لے جایا گیا۔ فرزانہ نے تعاقب جاری رکھا۔ ٹیکسی ڈرائیور کو کچھ پیسے دے کر، اس کا نمبر نوٹ کر کے اس نے اسے وہیں ٹھہرنے کے لیے کہا اور اندر داخل ہو گئی۔ اب لاش کا پوسٹ مارٹم ہونا تھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں کاغذی کاروائی ہوتی رہی، پھر پوسٹ مارٹم کرنے والا عملہ اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ لاش کو ساتھ لانے والے بھی اندر چلے گئے۔ فرزانہ دور کھڑی یہ سب کچھ دیکھتی رہی۔ اس کی نظریں گھڑی پر بھی تھیں۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھل گیا اور لاش کو پھر ایمبولینس میں رکھا گیا۔ فرزانہ نے فوراً ٹیکسی کا رخ کیا۔ وہ موجود تھا۔

"اب پھر ایمبولینس کا تعاقب کرنا ہے۔" وہ کچھ نہ بولا۔ اور

www.urdufans.com

تعاقب شروع ہو گیا۔

اب لاش کو ایئرپورٹ پر لایا گیا۔ فرزانہ پریشان ہو گئی۔ اس نے فوراً آئی جی صاحب کو فون کیا۔ جلد ہی ان کی آواز سنائی دی۔

"میں ہوں انکل۔ فرزانہ۔" اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"انکل فرزانہ۔ میں اس نام کی کسی بچی کو نہیں جانتا۔"

"آپ مذاق کے موڈ میں ہیں اور اِدھر غضب ہونے والا ہے۔" فرزانہ بولی۔

"غضب ہونے والا ہے۔ کیا مطلب؟"

"جادوگر کی لاش کو اس کے ملک لے جایا جا رہا ہے۔"

"تو یہ اس کا حق ہے۔" وہ بولے۔

"پوسٹ مارٹم پر صرف پندرہ منٹ لگائے گئے ہیں۔"

"کیا مطلب۔ اس میں تو دو تین گھنٹے لگ جاتے ہیں۔" وہ چونکے۔

"یہی تو میں کہتی ہوں۔ چیکنگ ہو جانی چاہیے۔ جہاز کے جانے میں ابھی کتنے گھنٹے ہیں، لیکن وہ لاش کو پہلے ہی یہاں لے آئے ہیں۔"

"تمہارا مطلب ہے۔ ایئرپورٹ پر۔"

"جی ہاں۔"

"انسپکٹر جمشید کہاں ہیں؟"

"اس وقت میں بالکل اکیلی ہوں۔"

"اچھا۔ تم نے عادت کے مطابق الگ الگ ہو گئے ہو۔"

"جی۔ شاید۔"

"آپ کا خیال ٹھیک ہے۔"

"میں ابھی ایئرپورٹ کے عملے سے بات کرتا ہوں۔"

"غضب نہ کیجیے گا۔" وہ گھبرا گئی۔

"کیا مطلب۔ یہاں غضب کہاں سے ٹپک پڑا؟" انھوں نے حیران ہو کر کہا۔

"غضب کا کیا ہے۔ کہیں سے بھی ٹپک سکتا ہے۔"

"اب میں باتوں میں تو تم سے نہیں جیت سکتا۔"

"تو پھر آپ خود تشریف لے آئیں۔ کسی کو کچھ بتائے بغیر۔"

"اچھی بات ہے۔"

"اور ساتھ میں کچھ خاص آدمیوں کو بھی لے آئیں۔ [illegible] بھی ساتھ ہونا چاہیے۔ مگر وہ بھی تو ہوں نا۔"

"اچھی بات ہے۔" وہ بولے۔

فرزانہ انتظار کرتی رہی۔ پھر آئی جی صاحب پہنچ گئے۔ ابھی تمام سامان باہر ہی رکھا تھا۔ اندر کوئی چیز نہیں گئی تھی۔

www.urdufans.com

"تم بھی نہیں جا سکتے۔ اس نے تمھیں اشارہ کیا ہے کہ ذرا فون کرو، لیکن میں تم لوگوں کو فون نہیں کرنے دوں گی۔" فرزانہ نے کہا۔

"بہت خوب فرزانہ۔ بہت اچھی جا رہی ہو۔" آئی جی صاحب نے خوش ہو کر کہا۔

اس وقت تک تابوت کھولا جا چکا تھا۔

"لاش کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔"

"اور جب پوسٹ مارٹم ہو رہا تھا تو کیا اس وقت بے حرمتی نہیں ہو رہی تھی۔" وہ بولے۔

تابوت کا ڈھکنا اٹھایا گیا۔ اس میں لاش موجود تھی۔ اس کے کپڑے ادھر اُدھر کر کے دیکھا گیا، لیکن پوسٹ مارٹم کے آثار نہیں تھے۔

"اس کا تو پوسٹ مارٹم کیا ہی نہیں گیا۔"

"کمال ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ پوسٹ مارٹم کرنے والے عملے نے کیا لکھا ہوگا۔ اور ان لوگوں سے انھوں نے کتنی رشوت لی ہوگی۔"

"تھوڑی بہت رشوت میں تو یہ کام کیا نہیں گیا ہوگا۔"

"میں پہلے فون پر ذرا رپورٹ معلوم کر لوں۔" انھوں نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

سادہ لباس والوں نے تابوت کو گھیر لیا۔

"کیا معاملہ ہے جناب۔" تابوت لانے والوں میں سے ایک نے کہا۔

"اس تابوت کی تلاشی لی جائے گی۔"

"اس میں صرف لاش ہے۔ اور بس۔"

"ہم تلاشی لیں گے۔"

"آپ پہلے اپنی شناخت کرائیں۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھی کو اشارہ کیا۔ وہ کھسکنے لگا۔

"اے مسٹر۔ آپ کہاں چلے۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"ایک فون کروں گا۔ تاکہ یہاں ہم سے زیادتی نہ ہو سکے۔"

"چپ چاپ کھڑے رہو۔ حرکت تک نہ کرنا۔ ورنہ گولی مار دوں گی۔" فرزانہ کے ہاتھ میں پستول نظر آیا۔ ایسے میں وہ ٹیکسی ڈرائیور وہاں آ دھمکا اور یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا:

"یہ۔ یہ کیا۔ آپ تو واقعی پولیس کی لگتی ہیں۔"

"آپ کیسے؟"

"میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آپ آخر کیا ہیں۔ میں چلا۔" اس نے کہا اور جانے کے لیے مڑ گیا۔

"ایک منٹ مسٹر۔" فرزانہ نے سرد آواز میں کہا۔

"جی۔ کیا بات ہے؟"

www.urdufans.com

اور فون پر نمبر ملانے لگا۔ دوسری طرف سے سپرنٹنڈنٹ کی آواز سنائی دی۔

"...صاحب — تھوڑی دیر پہلے ایک شخص کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے — غالباً اس کا نام پروفیسر جرچنگ تھا یا گیا ہوگا۔"

"یس سر — ابھی ابھی عملے نے رپورٹ کی ہے — کہ پوسٹ مارٹم ہو چکا ہے۔" اس نے کہا۔

"مہربانی فرما کر یہ بتا دیں — رپورٹ میں کیا لکھا گیا؟"

"موت دم گھٹنے سے واقع ہوئی ہے۔"

"یہ معلوم کرنے کے لیے لاش کی چیرا پھاڑی تو نہیں کرنی پڑی ہوگی نا۔" وہ بولے۔

"جی — یہ آپ کیا فرما رہے ہیں — چیرا پھاڑی کے بغیر تو یہ معلوم کیا ہی نہیں جا سکتا۔"

"اچھا تو آپ اس ڈاکٹر اور عملے کو لے کر فوراً ایئرپورٹ پر پہنچیں — میں یہاں موجود ہوں۔"

"خیر تو ہے سر؟"

"خیریت نہیں ہے — خیریت کی جگہ گڑبڑ نے لے لی ہے۔" وہ بولے۔

"جی — کیا مطلب؟"

"بس — آپ آ جائیں۔"

اور پھر انھوں نے ریسیور رکھ دیا — جلد ہی وہ اس ڈاکٹر اور عملے کے ساتھ ایئرپورٹ پہنچ گئے — ان کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔

"آپ لوگوں نے اس لاش کا پوسٹ مارٹم کیا ہے؟" آئی جی صاحب نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"جی — جی — جی۔" اس سے جواب نہ بن سکا۔

"آپ — دیکھیں۔" انھوں نے اسپتال کے سپرنٹنڈنٹ سے کہا۔

وہ آگے آ گئے اور لاش کا جائزہ لیا۔

"یہ — یہ کیا — اس کو تو چھوا تک نہیں گیا۔"

"جی ہاں! بالکل یہی بات ہے۔" آئی جی صاحب نے فوراً کہا۔

"اوہ!"

"آپ نے ایسا کیوں کیا — کس کے کہنے پر کیا — یا کتنے میں سودا کیا۔" آئی جی صاحب نے غصے کی حالت میں کہا۔

"مجھے ایسا کرنے کے لیے کہا گیا — نہ میں نے رشوت لی — اس کے باوجود میں نے یہ کام کیا — میں نہیں جانتا ایسا کیوں ہوا۔"

www.urdufans.com

"یہ بھی کوئی بات ہے؟" آئی جی صاحب بولے۔

"بات یہی ہے جناب۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں۔"

"اس بات پر تو کوئی پاگل ہی یقین کر سکتا ہے۔"

"مجھے یقین ہے سر۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"کیا مطلب۔ کیا تم پاگل ہو؟"

"اگر آپ کا خیال یہ ہے تو میں کوئی اعتراض نہیں کروں گی، لیکن یہ ڈاکٹر صاحب جھوٹ نہیں بول رہے۔ ان کی آنکھوں سے سچ کا اظہار ہو رہا ہے۔"

"اوہو اچھا۔ تب تو ٹھیک ہے۔ لیکن انھوں نے بھلا ایسا کس طرح کیا۔"

"ہپناٹزم کے زیر اثر لا کر۔ انھیں پہلے ہپنوٹائز کیا گیا اور پھر یہ کام لیا گیا۔ پروگرام پہلے سے طے تھا۔ ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھیوں کی کسی نے دعوت وغیرہ کی ہوگی۔ وہاں یہ عمل کیا گیا ہوگا۔ کیوں جی۔ آپ نے آج کل میں کوئی دعوت اڑائی تھی؟"

"ہاں! تیمور عالم صاحب نے ہمیں دعوت پر بلایا تھا۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"اوہ۔ تیمور عالم۔" ان کے منہ سے نکلا۔

ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ "اگر تیمور عالم کے

ایما پر ان پر جادو کیا گیا تھا یا ہپناٹزم کا عمل کیا گیا تھا تو اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ تیمور عالم بھی مجرم ہیں یا کم از کم مجرموں کے ساتھی ہیں۔" فرزانہ نے چونک کر ان کی طرف دیکھا:

"وہاں تم لوگوں کے ساتھ کیا کیا گیا؟"

"یہ ہمیں معلوم نہیں۔ ہم تو بس کھانا کھا کر چلے آئے تھے۔"

"کیا تم لوگوں کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی دعوت میں شریک تھے؟"

"نہیں۔ صرف ہماری دعوت کی گئی تھی۔"

"وہاں کوئی جادوگر قسم کا آدمی تھا؟"

"جی۔ جادوگر قسم کا آدمی۔"

"اس شخص کی شکل کو غور سے دیکھو۔ کیا یہی آدمی وہاں موجود تھا؟" فرزانہ نے لاش کی طرف اشارہ کیا۔

وہ کچھ دیر تک لاش کے چہرے کو دیکھتے رہے۔

پھر بولے:

"نہیں جناب! ہمیں نہیں یاد۔ کہ یہ وہاں موجود تھا یا نہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ انکل، انھیں تو جانے دیں۔ ان

بے چاروں کو ہپناٹزم کے جال میں پھانسا گیا ہے۔"

"ہوں۔ اچھا" آئی جی صاحب نے اشارہ کیا اور وہ چلے گئے۔

"اب کیا کرنا ہے؟"

"اس لاش کو واپس ہسپتال لے کر جائیں گے۔ اس کا پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔"

"نن۔ نہیں۔" تابوت کے ساتھ آنے والے چلا اٹھے۔

"کیوں کیا ہوا۔ اگر اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تو کیا ہو جائے گا؟"

"غضب ہو جائے گا۔ سرخ آندھی اس پورے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔" ایک نے کہا۔

"ارے میاں جاؤ۔ آئے بڑے سرخ آندھی والے۔" فرزانہ نے فاروق کے انداز میں کہا۔

آئی جی صاحب نے اشارہ کیا۔ کہ ان سب کو لے چلو۔ تابوت لے کر آنے والوں کو حوالات میں بند کر کے وہ خود ہسپتال پہنچے۔

اب پھر جادوگر کی لاش کو پوسٹ مارٹم روم میں لے جایا گیا۔ دوسرے ڈاکٹر اور عملے کو بلایا گیا۔

"اس لاش کا پوسٹ مارٹم کرنا ہے۔"

"او کے سر۔"

"اور بہت اچھی طرح کرنا ہے۔"

"جی بہتر۔" ڈاکٹر نے کہا۔

آئی جی صاحب نے ایٹم کے ماہرین کو فون کیا۔ ان کی پارٹی فوراً وہاں پہنچ گئی۔

"آپ اپنے آلات کے ذریعے چیک کریں۔ یہاں کہیں وہ یورینیم تو نہیں ہے۔"

"یورینیم۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! ایٹمی پلانٹ سے جو یورینیم چرایا گیا ہے۔ اگر وہ اس کے سے برآمد ہو جائے تو کیا ہے۔"

"لیکن اس کا یہاں کیا کام۔ اسے تو پورے شہر میں تلاش کیا جا رہا ہے۔"

"جی ہاں! ایسا بھی ہوتا ہے۔ آپ چیک کر لیں۔"

انھوں نے آلات نکالے اور ان کو آن کیا ہی تھا کہ زور سے چونک اٹھے۔

"ارے! وہ تو یہیں ہے۔"

"وہ مارا۔ فرزانہ تم نے کمال دکھا دیا۔ ورنہ یہ سرمایہ ملک سے باہر چلا گیا تھا۔" آئی جی صاحب چلائے۔

"یہ سب اللہ کی مہربانی ہے انکل۔ ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا۔" فرزانہ مسکرائی۔

www.urdufans.com

"لیکن ہمیں تو یہاں یورینیم کہیں بھی نظر نہیں آ رہا۔"

"غور سے دیکھیں۔ اس لاش کے اندر آپ کو یورینیم مل جائے گا۔"

"اوہ۔ اوہ۔"

وہ دھک سے رہ گئے۔ عین اس وقت قدموں کی آواز سنائی دی۔

ربڑ کا آدمی

خان رحمان کی چھینک نے انسپکٹر جمشید کو ہنسی میں مبتلا کر دیا۔ ان کی آواز نے کمرے میں سکوت طاری کر دیا، پھر ایک گرج دار آواز ابھری:

"یہ کون بدتمیز ہے؟"

"ایک نہیں، زیادہ ہیں۔ اگر اجازت ہو تو اندر آ جائیں۔ ویسے تو اجازت نہ ملنے کی صورت میں بھی ہمیں اندر تو آنا ہی ہو گا۔"

ان الفاظ کے ساتھ وہ اندر داخل ہو گئے۔ اندر موجود لوگوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

"ہم ویسے کافی دیر کے آئے ہوئے ہیں۔ اور آپ لوگوں کی کچھ باتیں بھی سن چکے ہیں۔ امید ہے، محسوس نہیں کریں گے، ویسے سب سے زیادہ حیرت مجھے یہاں تیمور عالم کو دیکھ کر ہو رہی ہے۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ

www.urdufans.com

یہ اتنے بڑے چھپے دشمن نکلیں گے۔ آج کل تو کچھ زمانہ ہی مجھے دشمنوں کا آ گیا ہے۔ باقی رہے بوڑھا صاحب۔ ان کی کیا بات ہے۔ ہر فن مولا ہیں۔ تینوں تین رُخ والا منصوبہ ترتیب دیتے ہیں۔ تاکہ ہم ایک ہی الجھ کر دوسرے میں پھنس جائیں۔ مگر ان کی راہ پر نہ لگ سکیں۔ ان کا سراغ نہ لگا سکیں۔ اور ہوتا بھی یہی۔ لیکن ہمارے ایک سادہ لباس والے نے ٹماٹی مور میں کوئی بات محسوس کر لی، اور ادھر ٹماٹی مور نے یہ بات بھانپ لی کہ وہ نظروں میں آ گیا ہے۔ بس اس نے اسے زہر کے ذریعے ہلاک کرنے کی کوشش کر ڈالی، لیکن وہ مرنے سے پہلے ٹماٹی مور کا نام بتا گیا۔ ٹماٹی مور ادھر کے لیے روانہ ہو رہے تھے کہ ہم ان کے تعاقب میں لگ گئے۔ اس طرح تم لوگ پھنس گئے۔"

"خام خیالی ہے جناب۔ پہلی بات تو یہ کہ یورینیم سے تو میں نے تم لوگوں کو محروم کر ہی دیا ہے۔ باقی رہ گئی یہاں کی بات۔ تو ہمیں قابو میں کرنا اتنا آسان بھی نہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی کمرے میں بے تحاشہ فائرنگ شروع ہو گئی۔ تمام کی تمام گولیاں ان کی طرف آئی تھیں، لیکن اس سے پہلے وہ فرش پر لوٹ لگا چکے تھے۔ اور لڑھکتے ہوئے ان دشمنوں کے پیروں کے پاس پہنچ گئے تھے، جنھوں

نے فائرنگ شروع کی تھی۔ دوسرے ہی لمحے وہ الٹ گئے۔ وہ ان کی رائفلیں انسپکٹر جمشید اور خان رحمان کے ہاتھوں میں آ گئیں۔

"خبردار۔ سب ہاتھ اوپر اٹھا دیں۔"

سب نے ہاتھ اوپر اٹھا دیے، لیکن بوڑھا نے نہ اٹھائے۔ اس کا حلیہ بالکل ویسا ہی تھا۔ جو انہیں بتایا گیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے مکاری ٹپکتی تھی۔

"کیا بات ہے مسٹر بوڑھا۔ تم نے ہاتھ اوپر نہیں اٹھائے۔"

"میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتا۔"

"تو پھر گولی آئی۔"

"آ جائے۔" اس نے کہا۔

"باقی لوگ ایک طرف ہٹ جائیں، کیونکہ وہ ہاتھ اوپر اٹھا چکے ہیں اور ہاتھ اوپر اٹھا دینے کا مطلب یہ ہے کہ میں ان پر اس وقت تک وار نہیں کر سکتا، جب تک کہ وہ خود کوئی ایسی کارروائی نہ کریں۔"

سب لوگ ایک طرف سمٹ گئے۔ صرف بوڑھا الگ کھڑا رہ گیا، اس کے چہرے پر کوئی خوف نہیں تھا۔ اچانک اس نے کہا:

"انسپکٹر جمشید! یہ خیال نہ کر لینا کہ میں نے اپنے جسم

پر بلٹ پروف جیکٹ پہن رکھی ہے — یا ایسا کوئی اور
انتظام کر رکھا ہے — یہ دیکھ لو — اس سے تمھیں ہتھیار
دکھا دیا —"

"ٹھیک ہے گیا — میں فائر کرنے لگا ہوں — اب بھی
وقت ہے، ہاتھ اوپر اٹھا دو، میرا نشانہ خطا نہیں ہوا کرتا"
انھوں نے کہا۔

"تب پھر آج کا دن تمھارے نشانہ خطا جانے کا دن
ہے" وہ بولا۔

"او ہو اچھا — خیر — یہ تجربہ بھی ابھی ہو جاتا ہے"
انھوں نے باقاعدہ نشانہ لے کر فائر کیا، لیکن نشانہ خطا
گیا — ڈاکٹر سے فاصلے پر کھڑا نظر آیا — وہ اس کی مہارت
پر حیرت زدہ رہ گئے — انھوں نے پھر ایک فائر کیا —
وہ اب بھی بچ نکلا۔

"یوں مزا نہیں آئے گا جناب انسپکٹر"
"تو پھر کس طرح آئے گا" وہ مسکرائے۔
"لگاتار فائر کرو — اندھا دھند طریقے سے"
"اچھی بات ہے — یہ بھی کر دیکھتا ہوں"
انھوں نے کہا اور لگاتار فائرنگ شروع کر دی — اب ڈاکٹر
بجلی کی طرح اچھلتا کودتا نظر آیا —

"ابھی تو جیرال کی یاد تازہ ہو گئی" انسپکٹر جمشید نے ہانک
لگا کر کہا — ان کے چہرے پر ذرا بھی شرمندگی نہیں تھی،
بلکہ وہ پرسکون انداز میں مسکرا رہے تھے —
"جیرال — وہ تو میرے مقابلے میں بالکل اناڑی تھا —
میں تو آپ لوگوں کو لوہے کے چنے چبواؤں گا — ماتحت پیچھے
رہ گیا تو میرا نام ہوا نہیں — چھوڑ دیا" اس نے کہا۔
"بہت خوب! یہ دوسرا نام بھی پہلا آیا — ٹھیک ہی تم
ہمارا ہی مقابلہ کرو گے — میرے بچے مل کر بہت خوش ہوں گے
ایسے" انسپکٹر جمشید نے کہا۔
"وہ یہاں کہاں — شاید میرے خوف سے بھاگتے پھر رہے ہیں"
ایسے" ڈاکٹر بولا۔
"شاید یہی بات ہے — اچھا میں چند فائر اور کروں گا اور پھر
اپنی شکست تسلیم کر لوں گا"
"ضرور کیوں نہیں" اس نے کہا۔
انھوں نے بہت احتیاط سے تاک تاک کر چند فائر
تیزی کے ساتھ کیے، لیکن ایک بھی گولی اسے نہ لگ سکی —
"اب کیا خیال ہے" ان کے رکنے پر وہ بولا۔
"یہی اپنی شکست کا اعلان کرتا ہوں — تم جا سکتے ہو"
انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"میں جا سکتا ہوں — کیا مطلب — جانے کا کیا کام —
جب تک میں اور تم یہیں سے لڑتا — نہیں جاؤں گا — اب
چونکہ تم شکست تسلیم کر چکے ہو، لہٰذا یہ گن میرے حوالے کر
دو اور ہاتھ اوپر اٹھا دو۔"

"یہ تو خیر میں نہیں کر سکتا — میں نے صرف تاڑنگ کی حد
تک شکست کھائی ہے۔"

"یہ بات ہے تو پھر یہ لو۔"

یہ کہہ کر اس نے ان پر چھلانگ لگائی، ایسے میں انسپکٹر
جمشید نے موقع خوبصورت جانا اور اس پر فائر جھونک مارا۔
وہ حیرت زدہ رہ گئے — وہ یہ فائر بھی صاف بچا گیا اور ان
سے ٹکرایا — پستول ان کے ہاتھ سے نکل گیا — اور صرف وہ منہ کے بل
سے گرے — بوڑھا ان کے اوپر گرا — لیکن انھوں نے اسے فوراً
ہی اچھال دیا — وہ دیوار سے ٹکرایا اور اس طرح اچھل کر ان
کی طرف آیا، جیسے گیند پھینکی گئی ہو — انسپکٹر جمشید نے اسے
دونوں ہاتھوں پر روکا اور پھر زور دار دھکا دیا — وہ پھر دیوار
سے ٹکرایا اور ان کی طرف آیا — اس مرتبہ وہ اس کے
درمیان سے نکل گئے، بوڑھا سامنے والی دیوار سے ٹکرایا۔
لیکن اس طرح بھی اس کا کچھ نہ بگڑا — انسپکٹر جمشید دھک سے
رہ گئے۔

"انسپکٹر جمشید! وہ بھی کہہ دو۔"

"ہاں!" ان کے منہ سے نکلا۔

"تم نے کبھی بیس کا کوئی آدمی دیکھا ہے؟"

"آج دیکھ لیا ہے۔"

"ٹھیک ہے! تم نے خود ہی مان لیا — اب کیا خیال ہے؟"

"جب تک میرے جسم میں حرکت کرنے کی طاقت ہے —
میں مقابلہ کروں گا۔" انسپکٹر جمشید نے کہا اور ایک ایک قدم
آگے بڑھنے لگے۔

"میں بھی تیار ہوں۔" اس نے کہا اور خود بھی ان کی طرف
بھی آگے بڑھنے لگا۔

دونوں بالکل نزدیک آ گئے — انسپکٹر جمشید نے تیزی
سے اس کے منہ پر ایک بھرپور مکا مارا — اس کا منہ گھوم
گیا — لیکن وہ اسی طرح کھڑا رہا — منہ پھر اپنی جگہ پر
آ گیا۔

"جتنے مکے جی میں آئے، مار لو — پھر نہ کہنا — موقع نہیں
ملا — جب میری باری آئے گی تو انسپکٹر جمشید تم ایک مکا
بھی برداشت نہیں کر سکو گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

انھوں نے تابڑ توڑ مکے اس کے رسید کر دیے، لیکن

www.urdufans.com

اس کا کچھ نہ بگڑا — آخر ان کے ہاتھ رک گئے — ہاتھوں میں درد ہونے لگا تھا۔

"کیا خیال ہے — اب میں باری لے لوں؟"

"ہاں ضرور — کیوں نہیں۔"

اس نے ان کے ایک مکا رسید کر دیا، لیکن وہ یہ مکا صاف بچا گئے — اس نے دوسرا مکا مارا، یہ بھی خالی گیا، پھر وہ تیزی سے شروع ہو گیا — انسپکٹر جمشید اچھل کود کر اس کے مکے خالی دیتے چلے گئے — اب تو اس کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

"انسپکٹر جمشید — یہ بات ماننا پڑے گی — تم بھی کسی سے کم نہیں ہو — لیکن بوزا کے مقابلے میں تو ہار ماننا ہی پڑے گی۔" وہ بولا۔

وہ تابڑ توڑ وار کرتا چلا گیا، لیکن انسپکٹر جمشید کے ایک ہاتھ بھی رسید نہ کر سکا — آخر رک گیا — اور بولا:

"اب فیصلہ کیسے ہو؟"

اچانک اس کی گردن میں ایک پھندا آ گرا — یہ ریشم کی ڈور سے تیار کیا گیا تھا۔

"فیصلہ ہو گیا۔" فاروق کی آواز سنائی دی۔

"ارے ارے — یہ کیا کیا۔" انسپکٹر جمشید نے ناخوش گوار

لہجے میں کہا۔

"ہمارا مقصد مسٹر بوزا کی گرفتاری ہے — اور وہ مقصد ہم نے حاصل کر لیا ہے۔" محمود نے کہا۔

بوزا نے مڑ کر دیکھا — پھندا کمرے کے روشن دان سے آ رہا تھا۔

"یہ وار کرنے کا کون سا طریقہ ہے — اور یہ کہ تم یہاں کس طرح پہنچ گئے — باہر کھڑے میرے آدمیوں کا کیا بنا؟" بوزا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جب فائرنگ شروع ہوئی تو ہم نے بھی ان پر فائرنگ کر دی — وہ ڈھیر ہو گئے تو ہم اندر آ گئے — یہ کون سا مشکل کام تھا۔" فاروق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اندر آ کر ہم نے یہ ساری لڑائی اپنی آنکھوں سے دیکھی اور پھر ریشم کی ڈور سے یہ پھندا تیار کر ڈالا — اگر آپ دونوں کو اعتراض ہے تو نکال لیتے ہیں۔"

"نہیں — اب مجھے شکست کھا کر مزا آ رہا ہے — میں نے آج تک کسی سے شکست نہیں کھائی، لیکن آج دو بچوں نے مجھے گرفتار کر لیا — ہے نا کمال — میں اس کمال کو ختم نہیں کرنا چاہتا — میں گرفتاری دیتا ہوں — لیکن اتنا سن لو — تمہاری جیل مجھے اپنے اندر نہیں رکھ سکے گی — ادھر تم نے

www.urdufans.com

مجھے دوسروں کے حوالے کیا۔ ادھر میں نکل بھاگا۔ اور میں پھر آؤں گا۔ کوئی منصوبہ لے کر۔ مجھے حیرت ہے۔ میرا تین رُخ کا منصوبہ بھی تم لوگوں نے ناکام بنا دیا۔ میرا تو خیال تھا کہ تم تیمور عالم کے کاغذات کی طرف سے توجہ نہیں ہٹا سکو گے۔ اور جب یورینیم کی چوری کا پتا چلے گا تو پھر ایٹمی پلانٹ کا رُخ کرو گے۔ لہٰذا ہم یورینیم لے کر صاف نکل جائیں گے۔ لیکن تم لوگوں نے ایٹمی پلانٹ کی طرف دھیان تک نہیں دیا۔"

"ہم نے بعد میں دھیان دینے کا پروگرام بنایا ہے۔ یعنی یورینیم حاصل کرنے کے بعد وہاں جائیں گے اور وہاں سے غداروں کو باہر نکال پھینکیں گے۔"

"ہوں! تم لوگوں سے یہ ملاقات اور مقابلہ ہمیشہ یاد رہیں گے۔ اور ان کی یاد مجھے تڑپائے گی۔ اس وقت تک۔ جب تک کہ میں انتقام نہ لے لوں گا۔"

"تو اسی وقت کیوں نہیں لے لیتے۔" فاروق نے بُرا سا منہ بنایا۔

"اس وقت نہیں۔ یورینیم اگر تمہارے مُلک سے نکل چکا ہے تو یہ میری شکست کے باوجود بہت بڑی کامیابی ہے اور اگر نہیں جا سکا تو یہ ایک اور شکست ہو گی اور پھر لڑنے

کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اب شہر چل کر یورینیم کی خبر لیں۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔"

آخر یہ قافلہ شہر روانہ ہوا۔ دفتر سے معلوم ہوا۔ سب لوگ ہسپتال میں ہیں۔ وہ ان سب کے ساتھ ہی ہسپتال پہنچے۔ لوڈا کی گردن میں پھندا بدستور موجود تھا۔ انھوں نے دیکھا، وہاں سب لوگ جادوگر کی لاش کے گرد جمع ہیں۔ اور اس کے جسم میں سے یورینیم نکالا جا رہا ہے۔ جو ایک پلاسٹک کی تھیلی میں بند کر کے اس کے پیٹ میں رکھ دیا گیا تھا۔ آنتوں کے اندر۔

"اُف۔ میں یہ بازی بھی ہار گیا۔" لوڈا کے منہ سے نکلا۔

"تو یہ ہیں مسٹر لوڈا۔" فرزانہ بولی۔

"مسٹر لوڈا۔ اس بچّی نے لاش کو آگے نہیں جانے دیا۔"

آئی جی صاحب بولے اور پھر ساری کہانی سُنا دی۔

"اور یہ بچّی کون ہے؟"

"یہ ہماری بہن ہے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"اوہ!" لوڈا کے منہ سے نکلا

"اب کیا خیال ہے؟"

"اب میں کیا خیال ظاہر کروں گا۔ فرار ہونے کے لیے بے چین ہوں۔ مجھے جلد جیل بھیج دیا جائے۔"

"کیا مطلب؟" آئی جی صاحب بولے۔

www.urdufans.com

"اس کا کہنا ہے ، ادھر اسے جیل بھیجا جائے گا - ادھر
یہ جیل سے فرار ہو جائے گا۔"

"تو یہ یہاں سے ہی کیوں فرار نہیں ہو جاتا؟"

"یہاں تو ہر طرف جدید اسلحے سے لیس پہرے دار موجود
ہیں - ہر طرف سے برسنے والی گولیاں اسے آخر چاٹ ہی جائیں
گی۔" انھوں نے کہا۔

"ہوں - لیکن میں اسے جیل سے فرار بھی نہیں ہونے دوں گا۔"

"یہ تو وقت بتائے گا جناب۔"

"میں ابھی جیل حکام کو فون کرتا ہوں - اور اسے جیل بھیجے
کا انتظام بھی کرتا ہوں۔"

وہ انتظامات میں مصروف ہو گئے - محمود ، فاروق اور فرزانہ
ایک طرف اکیلے بیٹھے رہ گئے ، کیونکہ باقی مجرموں کو بھی جیل بھیجے
جانے کا انتظام کیا جا رہا تھا -

"اب ہم کیا کریں؟" محمود بولا۔

"ہمیں اب کچھ کرنے کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے۔" فاروق
نے منہ بنایا -

"کم از کم - اتنا فیصلہ تو ہونا ہی چاہیے کہ سہرا کس کے
سر رہا۔" فرزانہ نے کہا۔

"دھت تیرے کی - پھر وہی سہرا ٹپک پڑا۔" محمود نے

جلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا ، لیکن ہاتھ ترچھا پڑا اور فاروق
کی ران پر جا لگا -

"بہت کچا ہے تمھارا نشانہ - روزانہ مشق کیا کرو۔" فاروق
نے جل کر کہا۔

"شکریہ ، یہ مشق تم اپنی ران پر کرنے کی کیوں اجازت نہیں
دے دیتے۔"

"فالتو نہیں ہے۔"

"سہرے کی بات پھر رہ گئی۔" فرزانہ بولی۔

"حد ہو گئی - ارے ہاں یاد آیا - یہ سہرا اس سادہ لباس
والے کا حق ہے ، جسے ہوٹل کریسنٹ میں زہر دیا گیا - اور جس
نے مرنے سے پہلے ایک مجرم کا نام ہمیں بتا دیا۔" محمود نے
جلدی جلدی کہا۔

"ہاں واقعی۔" دونوں کے منہ سے نکلا -

اور وہ اس سادہ لباس والے کے گھر کی طرف چل پڑے -